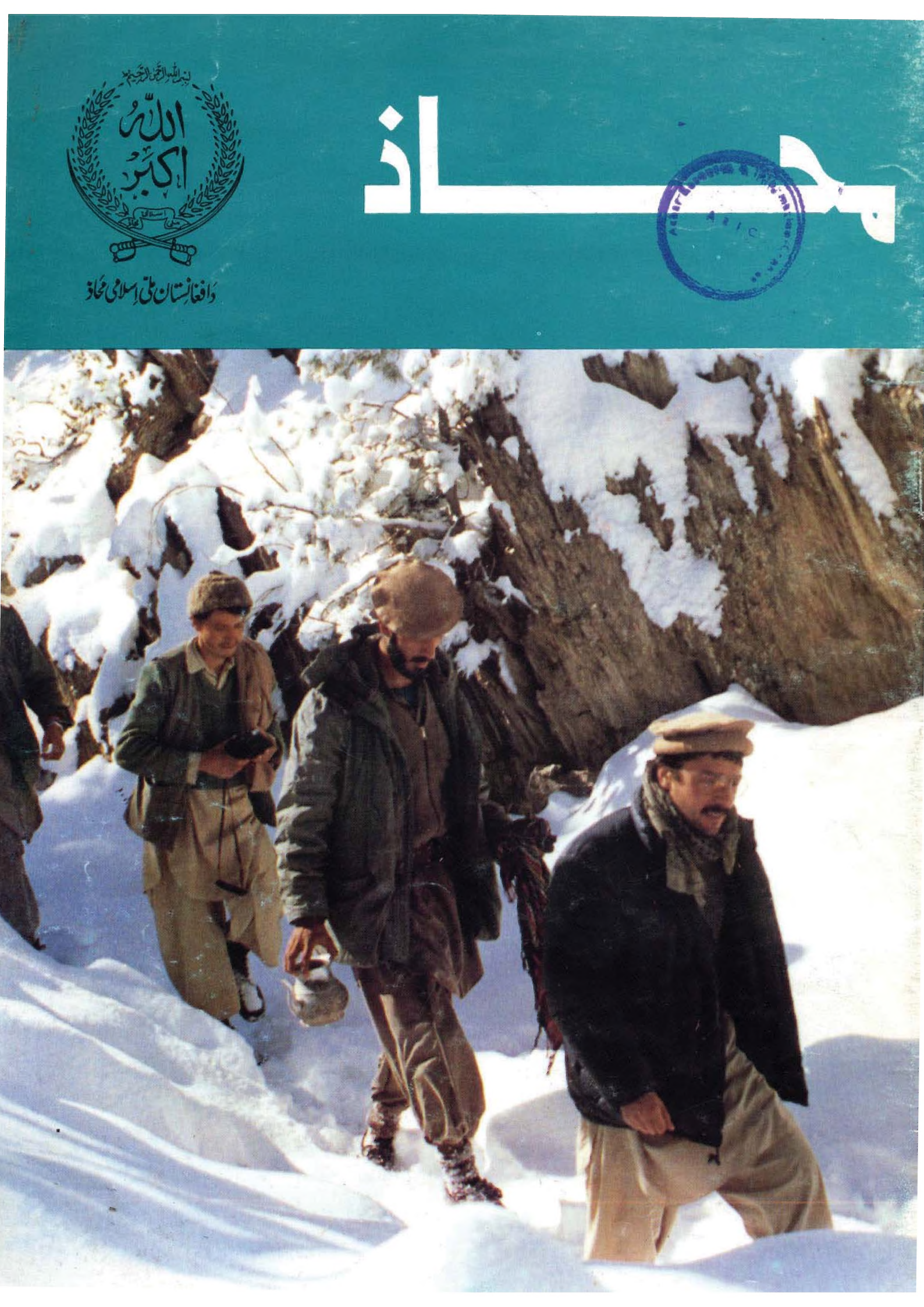
بسم الله الرحمن الرحیم
الله اکبر
دافغانستان ملی اسلامی محاذ
محاذ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا
حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ○ (۵۷:۱۱)

ترجمہ: کون ہے جو اپنے مال کا بہترین حصّہ خدا کا نام بلند کرنے کی خاطر صرف کرے اور پھر خدا بھی اس کے واسطے اس کو چند در چند کر دے اور ساتھ ہی اس کو اس کی خدمت کا باعزّت اجر دے

سرورق تصویر: مجاہد بھائی سید محمد گیلانی اپنے بھائیوں کے ساتھ سردی کی سرد راتوں اور دنوں میں جہاد کے لئے محاذ کی طرف جا رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاتلوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم

جہاد

سال دوم ◉ شمارہ سوم ◉ اگست ◉ ستمبر ◉ اکتوبر ۱۹۸۸ء

اس شمارے میں

- اداریہ۔ اور انسانیت نے راہ نجات پالی۔
- شہید جنرل محمد ضیاء الحق کی راہ آئندہ نسل کے لئے منبع الہام ہے۔
- "ملی اتحاد کیلئے منتخب شوریٰ کی ضرورت ہے"۔ ہفت روزہ ہیواد کو پیر سید احمد گیلانی کا انٹرویو
- پیر سید احمد گیلانی کے ساتھ پروفیسر آرماکورا کی ملاقات
- شہید جنرل محمد ضیاء الحق کے ایصال ثواب کے لئے تعزیتی اجتماع
- روسیوں کا ایک اور ظلم
- تاریخ اسلام کی ایک درخشان شخصیت۔ حضرت عمر بن الخطاب رضؓ (خلیفہ دوم)
- ڈیالکٹیک۔ تاریخ کے آئینے میں (حصہ دوم)
- شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔
- کمیونسٹوں کے مظالم اور ان کے مکروہ چہرے
- افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جابر (حصہ چہارم)
- مسئلہ افغان طرز حکومت کا
- مقتل افغانستان (نظم اردو)
- جنت اور اس کی بعض نعمتیں
- نبی آخر زمان
- روسیوں کی پریشانی
- تبلیغ کے آداب و شرائط۔ (حصہ دوم)
- ہجرت کا درس

پتہ

کلچرل کمیٹی
محاذ ملی اسلامی افغانستان
کبابیان پشاور

بدل اشتراک

سالانہ :- ۸۰
ششماہی ۴۰
فی پرچہ ۸

بیرونی ممالک

۳۰ ڈالر
سالانہ

اداریہ

اور انسانیت نے راہ نجات پالی

دنیا وحشت و بربریت اور خوف و دہشت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ظلم اور ظلمت کی چادر ہر سُو پھیلی ہوئی تھی۔ جہالت کی تاریکیوں کا ہر طرف راج تھا۔ ظلم و استبداد کا بھوت انسانوں کی گردنوں پر اپنے پنجے گاڑھے ہوئے تھا۔ بتوں کا رعب اور خوف انسانوں کے دلوں پر حکومت کر رہا تھا۔ خوف و دہشت کے محل بلند سے بلند تر ہوئے جا رہے تھے۔ معنویت کی بجائے لوگوں کے دلوں میں مادیت جگہ پا رہی تھی۔ علیحدگی پسندی اور خود غرضی کا احساس دلوں میں پل رہا تھا۔ سیاہ راتوں کے گھٹاٹوپ اندھیروں نے انسانوں کو منزل سے بھٹکا دیا تھا۔ انسان اس حد تک گر چکا تھا۔ کہ اپنے جگر گوشوں کو خود اپنے ہاتھوں سے زندہ دفناتا تھا۔ انسان کا انسانی غلامی میں آنا اپنی آخری حدوں کو چھو رہا تھا اللہ کے بندے اللہ کی بندگی کی بجائے بتوں اور دیگر مادی اشیاء کی پوجا کرتے تھے۔ اور اس طرح انسانی زندگی اپنی حقیقی مفہوم سے ہاتھ دھو چکی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نجات کا ارادہ فرمایا۔ اور عربستان کی ریتلی خشک زمین کی گود میں حق کا نور چمکایا۔ اور زندگی کا حقیقی زندگی کا چراغ روشن کیا۔ وحشت و بربریت کے خوف زدہ کرنے والے اندھیرے حق کی روشنی سے جگمگا اُٹھے۔ ظلم و ظلمت کی چادر سمٹی۔ جہالت کی تاریکیوں کا راج ختم ہو گیا۔ ظلم و استبداد کے بھوت کو راہِ فرار اختیار کرنی پڑی۔ بتوں پر زلزلہ آگیا۔ خود غرضی اور لالچ محبت اور اخوت میں بدل گئی۔ حق کی کرنوں کی روشنی میں انسان نے زندگی کے سمندر کی راہ پالی۔ جنگ و جدل اور دنگا فساد نے اپنی جگہ امن اور آشتی کے لئے چھوڑ دی۔ اور اس کے ساتھ ہی لوگوں کے دل محبت اور سچے عقیدے کے تحت ایک خدا کی عبادت اور بندگی کی جانب مائل ہوئے۔

انسانوں کی زندگی میں یہ خوشگوار تبدیلی، عملی تقاضے اور مثبت رویے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مبارک ولادتِ باسعادت کے ساتھ ہی دنیا میں وقوع پذیر ہوئے۔ اور خدائے عظیم و برتر نے ایک بار پھر اپنے بندوں کو زندگی کے سیدھے راستے پر گامزن فرمایا۔ اور اپنے محبوب پیغمبر کے وسیلے سے تاریک دلوں کو حق اور ایمان کے نور سے منور فرمایا۔ انسانی زندگی نے انسانیت کے حقیقی مفہوم کو پاتے ہی اپنی تمام بدبختیاں، اپنی ساری بدنصیبیاں اور اپنی تمام کج روی کو پیچھے چھوڑ دیا۔

اعلیٰ ترین اور بہترین عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انسانی دنیا کو ایک نیا رنگ بخشا اور انسانی زندگی کے الگ الگ پہلوؤں میں خدا کے قانون کی روشنی میں مثبت انقلاب برپا کیا۔ حق کے قانون کے نفاذ اور حاکمیت کے لئے وسیع پیمانے پر کوششیں کی گئیں۔ اور اِس اعلیٰ مقصد تک رسائی پانے کے لئے اِس راہ میں صبر، حوصلے اور استقامت کا درس خدا کے احکامات کے ماننے والوں کا نصب العین قرار دیا۔ خدا کے دین کی سربلندی کی خاطر ہجرت کرنا اور پھر خدا کے قانون کی حاکمیت کے لئے جہاد کو مسلمان کے لئے راستے کی مشعل بنا دی گئی۔ اور اس طرح سے مسلمانوں نے اپنے بہترین اور افضل ترین پیشوا کی اعلیٰ رہبری اور رہنمائی میں بہت جلد دنیا کے گوشے

گوشے میں اور تاریک جگہوں میں ایمان اور حق کی روشنی کی کرنیں پھیلائیں۔ اور انسانیت نے یوں نجات کی راہ پائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کو چودہ سو سال سے اُوپر ہونے کو آئے ہیں۔ لیکن خدا کے دین کے سچے اساس میں ذرہ بھر تبدیلی نہیں آئی۔ اور نہ ہی اس کا امکان ہوسکتا ہے کہ آئندہ کبھی قانونِ خدا میں کوئی تبدیلی آجائے۔ رسول پاکؐ کے وسیلے سے آنے والا دینِ حق جو کہ انسان کی نیک بختی اور خوش بختی اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا واحد راستہ ہے، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا، اور جب تک اِس دنیا کی زمین پر پاک مسجدوں سے اللہ اکبر کی ملکوتی آوازیں سنائی دیتی رہیں گی۔ اسلام کے مقدس دین کی روشن کرنیں تاریک دلوں کو منور کرتی رہیں گی۔ اور ظلم و استبداد کے بھوت راہِ فرار اختیار کریں گے۔

افغانستان کے مسلمان اور مجاہد ملت، مہاجرین اور مجاہدین کے سالارِ انسانیت کی رہنمائی اور خدا کے محبوب پیغمبر حضرت محمدؐ کی رہبری اور آپؐ کے ارشادات کی روشنی میں دس سال سے زائد عرصے سے اپنے جان و مال کی قربانی کے بدلے میں اللہ کے دین کی حفاظت اور سربلندی اور انسانی حقوق کے تحفظ کی غرض سے مقدس جہاد میں شریک ہیں، اور اسی عظیم مقصد کے حصول کی خاطر ہی اپنے گھر بار چھوڑ کر دوسرے ممالک میں ہجرت کر چکے ہیں۔ یہ تمام قربانیاں، جانبازیاں، اور یہ ہماری کوششیں صرف اور صرف خدا کی زمین پر خدا کے قانون کی حاکمیت اور انسانی زندگی میں انسانی حقوق کے تحفظ کی خاطر کی جارہی ہیں۔ اور یہ سب کچھ اُس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک افغانستان سے کفر، الحاد، کمیونزم اور ظلم و استبداد کا آخری نشان تک بھی نہ مٹ جائے۔

افغان مومن اور مجاہد ملت کا مصمم ارادہ ہے۔ کہ فتح و نصرت پانے تک وہ جہاد کے مقدس محاذوں اور مورچوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ اور اپنے محبوب پیشوا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر آگے بڑھتے ہی جائیں گے۔ اور اسی طرح سے ہم یہ یقین رکھتے ہیں، کہ باطل قوت پر حق کی فتح کے دن قریب آچکے ہیں۔ اور بہت جلد ہم ایک بار پھر ہمارے اسلامی ملک کی سرزمین پر اسلام کی حاکمیت کی دھوپ نکلے گی۔ اور اِس اسلامی ملک کے اونچے پہاڑوں پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔

(انشاء اللہ)

****

غریبی میں ہوں محسودِ امیری
کہ غیرت مند ہے میری فقیری!

خدا اس فقر و درویشی سے جس نے
مسلماں کو سکھا دی سربزیری!

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی راہ آئندہ نسل کے لئے منبع الہام ہے،

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی شہادت کی مناسبت پر مجاہدین اسلامی اتحاد افغانستان کے سربراہ پیر سید احمد گیلانی کا اعلامیہ۔

مجاہدین اسلامی اتحاد افغانستان کے سربراہ پیر سید احمد گیلانی نے مجاہدین اسلامی اتحاد کے نمائندہ کی حیثیت سے ایک اعلامیہ جاری کیا ہے جس میں مجاہدین اسلامی اتحاد افغانستان کے سربراہ نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر کے المناک موت پر اپنے غم اور خفگان کے گہرے تاثرات، حکومت پاکستان، ملت اسلامی امر اور ان کے خاندان کو پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کے جہاد کے بارے میں شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا مصمم ارادہ عزم، افغانستان کے مسلمان اور مجاہد ملت کے دلوں اور ذہنوں میں روشن رہیں گے۔ شہید صدر کے کوششیں اور انتھک جد وجہد پاکستان کی ترقی کا سبب بنا۔ ہمارے شہید بھائی نے اپنی خاصیتیں مشعل راہ کے طور پہ چھوڑی اور یہ پاکستان کی اسلامی حکومت اور ان کے آنے والی نسل کے لئے منبع الہام ثابت ہوگا۔

پیر سید احمد گیلانی
مجاہدین اسلامی اتحاد افغانستان کے
رئیس اور ملی اسلامی محاذ سربراہ

صدر جنرل محمد ضیاء الحق فضائی حادثے میں شہید ہوگئے

■ نحن وضياء الحق

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق ۱۷ اگست کو اس وقت فضائی حادثے میں جان بحق ہوگئے جب وہ بہاولپور میں فوجی تنصیبات کے معائنے کے بعد اسلام آباد واپس آرہے تھے۔ اُن کا طیارہ فضا میں دھماکے سے پھٹ گیا جس سے وہ اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہوگئے۔

پاکستان ٹیلی وژن کی خبر کے مطابق صدر کا طیارہ بہاولپور کے ہوائی اڈے سے پرواز کر کے چند لمحوں بعد فضا میں دھماکے سے پھٹ گیا اور پھر زمین پر آ گرا طیارے میں سوار کوئی آدمی بھی زندہ نہیں بچا۔ صدر ضیاء الحق کے ہمراہ اس طیارے میں ۲۹ دوسرے اعلیٰ جرنیل، پاکستان میں امریکہ کے سفیر آرنلڈ رافیل اور امریکہ کے فوجی اتاشی سوار تھے خبر کے بعد صدر ضیاء الحق کی شہادت کے بعد پاکستان کے دستور کے مطابق سینٹ کے چیرمین پاکستان کے قائم مقام صدر کی حیثیت سے اختیارات سنبھال لئے۔

صدر غلام اسحاق خان کابینہ کے ایک ہنگامی اجلاس کے بعد اپنے نشری تقریر میں دس دن کے لئے قومی سوگ منانے کا اعلان کیا۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ انتخابات مقررہ تاریخ کے مطابق ہوں گے اور تمام بین الاقوامی معاہدوں کا پاس رکھا جائے گا۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے ساتھ اس حادثے میں جنرل اختر عبدالرحمٰن۔ جنرل محمد افضال۔ صدر کے ملٹری سیکرٹری۔ بریگیڈیئر نجیب احمد۔ پریس سیکرٹری بریگیڈیئر صدیق سالک اور دوسرے کئی اعلیٰ فوجی عہدیدار اور طیارہ کے عملے کے ارکان جاں بحق ہو گئے

پیر سید احمد گیلانی نے شہید صدر جنرل ضیاء الحق کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی

اسلام آباد ۲۰ اگست) شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی نماز جنازہ شاہ فیصل مسجد کے احاطے میں ادا کی گئی۔ اس موقعہ پر دنیا بھر کے مختلف ممالک کے سربراہان مملکت اور ان کے نمائندے موجود تھے۔

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے عالی شوریٰ کے رئیس اور بین اسلامی محاذ افغانستان کے قائد پیر سید احمد گیلانی نے افغان مجاہدین کی تنظیموں کی نمائندگی کرتے ہوئے جنازے کی رسومات میں شرکت کی۔ انہوں نے شہید ضیاء الحق کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی اور ان کے ایصال ثواب کے لئے دعا کی۔

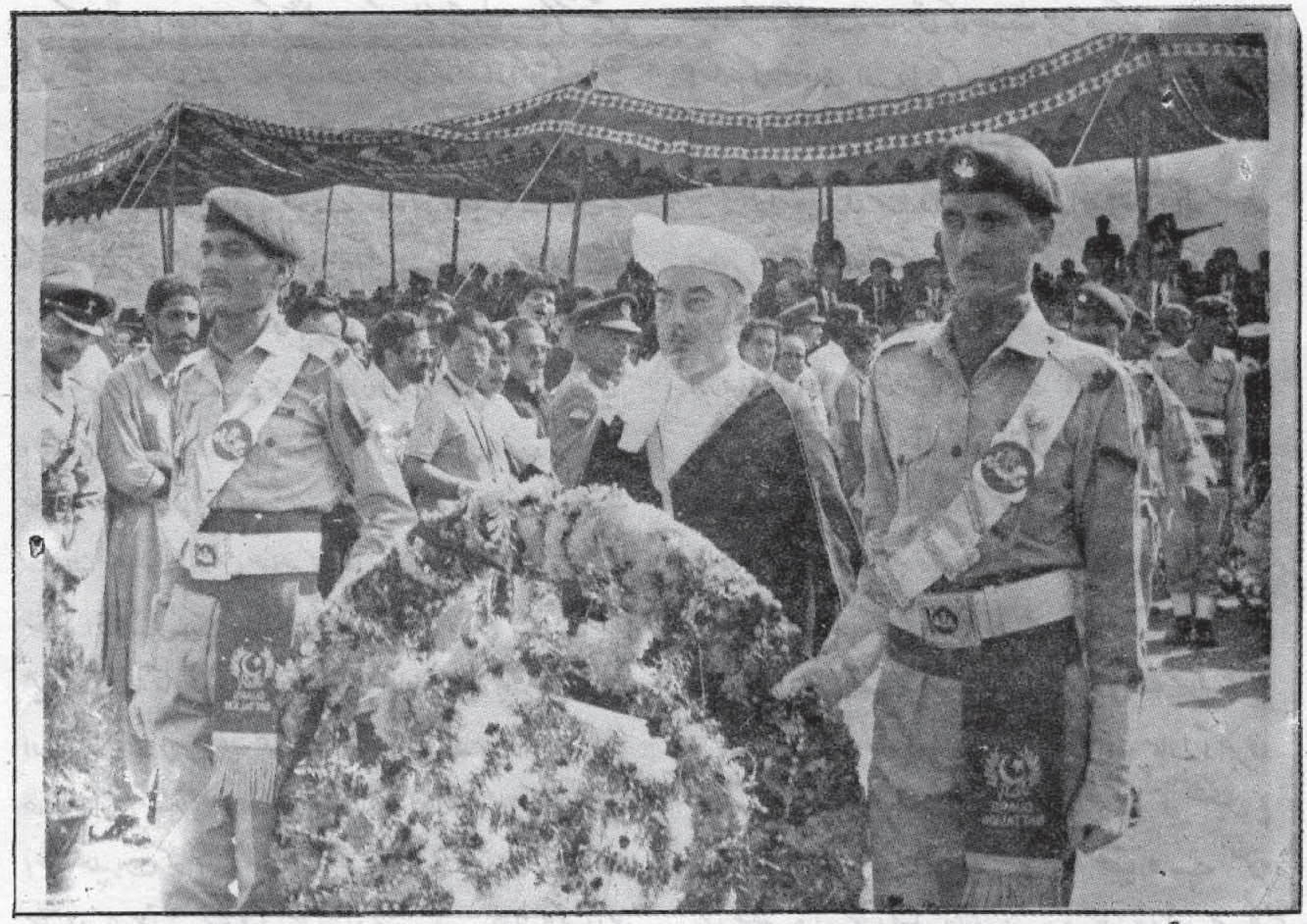

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے صدر اور بین اسلامی محاذ کے سربراہ پیر سید احمد گیلانی مرحوم صدر جنرل ضیاء الحق کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھا رہے ہیں۔

جنرل ضیاء الحق کی شہادت کی مناسبت سے
مجاہدین اسلامی اتحاد افغانستان کا اعلامیہ

مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی شہادت جو ایک ہوائی حادثے کی صورت میں رونما ہوئی، ایک ایسا دردناک واقعہ ہے جو افغانستان کے جہاد کے مجاہد ملت اور اسلامی دنیا کے لئے گہری تشویش کا سبب بنا ہوا ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق شہید تاریخ اسلام میں ایک ایسی قابل ذکر شخصیت تھے جنہوں نے اسلامی امہ کے اتحاد اور اسلامی کی عظمت کے لئے تہہ دل سے کوششیں کیں تھیں۔ پاکستان قوم نے شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی صدارت میں دنیا کے تمام قوموں میں ایک خاص اعتبار اور احترام کا مقام حاصل کیا۔ ان کی صدارت کے تیسرے سال روسی جارح نے ہمارے ملک پر یلغار کی۔ جس کے نتیجے میں ۳½ ملین بے گناہ افغانوں نے پاکستان کو ہجرت کی اور اسی ہجرت کے ساتھ پاکستان کے خلاف روسی کمیونسٹ حکومت کے تخریب کاری اور اشتعال انگیزیوں میں اضافہ ہوا۔ شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنی اندرونی اور خارجی رکاوٹوں کی پرواہ نہ کی۔ بلکہ دین کے ایک سپاہی کی حیثیت سے ان اسلام دشمن عناصر کا مقابلہ کیا اور مصمم ارادے کے ساتھ افغانستان کے مظلوم اور بہتے عوام کی دفاع کے لئے میدان میں نکل آئے۔ تمام قومی اور بین الاقوامی کانفرنس میں ہماری قانونی اور جائز مسئلے کی بھرپور حمایت کی۔ انہوں نے ہماری ملت کی جدوجہد کو اسلامی جہاد کا عنوان دیا اور اسلام کے اس اعلیٰ تعلیمات کو ایک معتقد اور مومن کی حیثیت سے دیکھا مجاہدین کے مختلف دھڑوں کا اتحاد شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے دل کی آواز تھا۔ حالانکہ شہید صدر نے پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ کام نہ کر سکے مگر پھر بھی وہ دل سے چاہتے تھے کہ آزاد افغانستان میں اسلامی حکومت کا تشکیل ہو۔ وہ کہتے کہ یہ میری آرزو ہے۔ کہ کابل جامع مسجد میں شکرانے کی نماز پڑھوں۔ اور ایسی اسلام کی معاصر شخصیت، طیارے کے ایک حادثے میں اسلام دشمن عناصر کے گھناؤنے سازش کی بھینٹ چڑھ گئے اور اس طرح اسلام کی عظمت اور دفاع کی راہ میں شہادت کا جام نوش کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

افغانستان کی موجودہ مجاہد ملت اور آنے والی نسل اسلام اور افغانستان کے شہید جنرل محمد ضیاء الحق کی وہ ناقابل فراموش خدمت اور حمایت کو کبھی بھولیں گے نہیں اور صدیوں تک ان خدمتوں کو اچھے نام سے یاد کریں گے

مجاہدین اسلامی اتحاد افغانستان اپنے تمام مسلمان بھائیوں اور جانباز مجاہدوں کو، جو اس وقت جہاد کے محاذوں پر ہیں۔ مندرجہ ذیل مطالبات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ افغانستان کے مسلمان اور مجاہد عوام نے اپنے برحق جہاد کو اللہ تعالیٰ کی حمایت اور توکل سے شروع کیا یہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ہمارا آخری مقصد (افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کی تشکیل) مکمل طور پر پورا نہ کیا گیا ہو۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس عظیم جہاد کا اصل حامی اور مدد گار خدا ہے۔ اگرچہ اپنے عزیزوں کی قربانیوں پر ہمیں سخت مشکلات کا سامنا

پڑ رہا ہے مگر پھر بھی ہم جہاد کو جاری رکھیں گے

۲۔ ایک بار پھر ہم اسلام کے اندھے دشمنوں کو کہتے ہیں کہ تشدد کے منتخب شدہ شخصیتوں اور اسلامی انقلاب کے دوستوں کو قتل کرنا، ڈیڑھ ملین لوگوں کی شہادت اور دس سالہ مزاحمت کے بعد بھی یہ لوگ کامیاب نہ ہوسکے اور اس کے بعد بھی اسلام کے دشمن کبھی بھی اپنے مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ بلکہ یہ خون کا جاری سمندر خود ان کی تباہی کا باعث بنے گا۔

۳۔ تمام اسلامی دنیا نے افغانستان کے حالیہ جہاد کو کفر کے خلاف حق کا درجہ دیا ہے جس کی وجہ اسلامی دنیا کے لوگوں کا شرعی اور اسلامی فریضہ ہے۔ پاکستان کے انصار بھائیوں نے اپنی اسلامی ذمہ داری کی وجہ سے جہاد کا دفاع کیا ہے۔ اور آئندہ بھی اپنی حمایت جاری

اسلام کا عظیم مجاہد شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا مصمم ارادہ اور حمایت خود پاکستان کے مسلمان ملت کا مطالبہ ہے اور ان کے راستے کے حمایتی بھی ہماری کامیابی تک ہمارے جہاد کا دفاع کریں گے۔ ایسی حالت میں ہم اسلام اور افغانستان کے جہاد کے شہید کی زبردست حمایت کو قدر کی ساتھ یاد کرتے ہیں۔

ایک بار پھر ہم اپنے خدا سے شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے ساتھی فوجی شہیدوں کی مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کی سرزمین اور ملت کو اسلام دشمن عناصر کے مکروہ عزائم سے بچائیں اور پسماندگان شہداء کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

ہم اسلام اور مسلمانوں کی عظمت چاہتے ہیں اور دو بھائی ممالک کے دشمنوں کی تباہی کے خواہاں ہیں۔

ملی اتحاد کے لئے منتخب شوریٰ کی ضرورت ہے

ہفت روزہ ہیواد کو پیر سید احمد گیلانی کا انٹرویو

اسلام آباد میں ہفت روزہ ھیواد کے مدیر سلطان محمد صابر نے ۲۲ اگست کو اسلامی اتحاد مجاہدین افغانستان کے چیئرمین جناب سید احمد گیلانی کے ساتھ افغانستان کی موجودہ صورت حال کے متعلق ایک انٹرویو کیا۔ اس انٹرویو کا متن حسب ذیل ہے۔

ابتدا میں ہفت روزہ ھیواد کے مدیر نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا کہ ملی اسلامی محاذ کے رہبر نے اُسے شرف ملاقات بخشا اور ان کے ساتھ انٹرویو کیا اس کے بعد ہفت روزہ ھیواد کے مدیر نے پہلا سوال کیا۔

یقیناً آپ کو جنرل محمد ضیاء الحق کی ناگہانی موت سے صدمہ پہنچا ہوگا۔ اُن کی وفات کے بعد آپ کے احساسات اور تاثرات کیا ہیں؟

پیر سید احمد گیلانی نے جواب دیتے ہوئے کہا، اس میں کوئی شک نہیں کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی موت نہ صرف پاکستانی عوام کے لئے ایک دردناک حادثہ ہے بلکہ یہ دنیا بھر کے مسلمانوں اور بالخصوص افغانستان کی مجاہد ملت کیلئے ایک نہایت دلدوز واقعہ ہے۔ اس واقعہ پر افغانستان کے تمام مہاجر اور مجاہد سخت دل گرفتہ ہیں۔ لیکن خداوند تعالیٰ کے ارادہ میں کسی دخل حاصل نہیں۔ خداوند تعالیٰ شہید ضیاء الحق کو مغفرت نصیب فرمائے۔ مجھے یقین ہے اُن کے بعد بھی اُن کے جانشین حکومت اُن کے پالیسیوں کو جاری رکھتے ہوئے افغان عوام کی بھلائی کے لئے کوشاں رہے گی اور ہمارے ساتھ حسب سابق تعاون کرتی رہے گی۔

جب پیر سید احمد گیلانی سے پاکستان کے قائم مقام صدر جناب غلام اسحاق خان کی اس پریس کانفرنس کے متعلق استفسار کیا گیا

جس میں انہوں نے افغانستان میں وسیع تر بنیادوں پر حکومت کے قیام کے بات کی تھی تو پیر صاحب نے جواب دیا :

" ہم پاکستان اور دوسرے حکومتوں کے ممنون ہیں جنہوں نے نہایت بے لوثی کے ساتھ ہماری مدد کی اور کر رہی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ قوتیں اُس وقت تک ہماری امداد اور معاونت جاری رکھیں گی جب تک اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو جاتے۔ ہم وسیع البنیاد حکومت کے قیام کے مخالف نہیں ہیں۔ لیکن موجودہ حکومت کے ارکان کو اس قسم کی حکومت میں نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ ان کے ہاتھ افغانوں کے خون سے سرخ ہیں۔"

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے سربراہ نے ایک دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا :

" میں اتحاد کے سربراہ کی حیثیت سے کارڈویز کی تجویز کی حمایت نہیں کرتا لیکن ملی اسلامی محاذ کے سربراہ کی حیثیت سے اُنکی تجویز کو یکطرفہ طور پر رد نہیں کرتا اور اس کو قابل غور سمجھتا ہوں۔ لیکن اس تجویز میں کابل حکومت کو نمائندگی دینے کی شق کا مخالف ہوں۔

اِس سوال کے جواب میں کہ اتحاد کے سربراہ کی حیثیت سے اُن کا کیا خیال ہے کہ اس مرحلے پر کونسا اقدام مناسب رہے گا۔؟

پیر صاحب نے جواب دیا کہ اتحاد کے رئیس کی حیثیت سے میرا خیال ہے اس مرحلے پر ہمیں ایک ملی اتحاد قائم کرنا چاہیئے اس مقصد کے حصول کی خاطر ایک منتخب شوریٰ کی ضرورت ہے جو کہ جلد قائم ہونی چاہیئے اور اُس شوریٰ کے لئے ایک جاندار قیادت کا انتخاب کرنا چاہیئے تاکہ وہ افغانستان کے تمام حلقوں کی حمایت حاصل کر سکے اور کمیونسٹ حکومت کی جگہ لے سکے۔

اس سوال کے جواب میں کہ کچھ عرصہ پہلے آپ نے انجنیئر احمد شاہ کی قیادت میں ایک عبوری حکومت کے قیام کا اعلان کیا تھا اور انہوں نے اپنے وزیروں کا تعارف بھی کرایا لیکن اس کے بعد افغانستان کے شمالی علاقوں میں احمد شاہ مسعود نے اپنی قیادت میں ایک حکومت کی داغ بیل ڈال دی۔ کیا یہ دونوں ادارے آپ کے اتحاد کے تابع ہیں۔ بالخصوص احمد شاہ مسعود نے نئے اقدامات آپ کے مشورے سے کئے ہیں یا اُنہوں نے اپنے طور پر ایسا کیا ہے، پیر صاحب نے فرمایا۔

" میری نظروں سے بھی اخبارات کی یہ خبر گزری ہے۔ کہ احمد شاہ مسعود نے کمانڈروں کا ایک اتحاد قائم کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ اقدام اپنی ضرورت کے تحت کیا ہو۔ لیکن مجھے اس سلسلے میں تفصیلی معلومات حاصل نہیں۔ بہر حال ہر کام اتحاد کے زیر سایہ ہونا چاہیئے۔ انجنیئر احمد شاہ کی عبوری حکومت کا تعلق اتحاد کے ساتھ ہے۔"

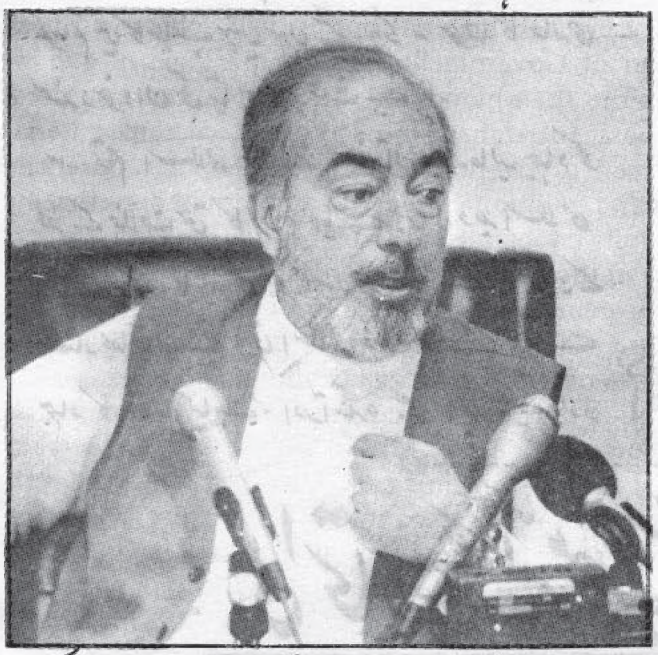

ملی اسلامی محاذ کے سربراہ پیر سید احمد گیلانی ہفت روزہ ہمیواد کے مدیر کو انٹرویو دے رہے ہیں۔

انجنیئر احمد شاہ کی عبوری حکومت کی طرف سے کئے جانے والے اقدامات کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے پیر سید احمد گیلانی نے کہا کہ :

" جب تک اس حکومت پر شوریٰ کی طرف اعتماد نہ کیا گیا ہو اُس وقت تک یہ حکومت کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں کر سکتی"

شوریٰ کے انتخاب کے متعلق اصولوں کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے پیر سید احمد گیلانی نے فرمایا کہ :

" اِس سلسلے میں تنظیموں کی بنیاد پر انتخاب کرائے جائیں گے۔"

ہفت روزہ ھیواد کے مدیر کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا ان انتخابات کے لئے دوسرے جمہوری ملکوں کی طرح ہر پارٹی اپنے امیدوار کھڑا کرے گی ؛ پیر صاحب نے کہا :

" نہیں ان انتخابات میں افراد امیدوار نہیں ہوں گے بلکہ

لوگ تنظیموں کے حق میں رائے دیں گے۔ انتخابات میں ہر تنظیم کا علیحدہ علیحدہ بیلٹ بکس ہوگا۔ جس پر متعلقہ تنظیم کا نام درج ہوگا۔ لوگ اپنی پسند کی پارٹی کے بیلٹ بکس میں اپنا ووٹ ڈالیں گے۔"

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے سربراہ سے پوچھا گیا کہ شوریٰ کے انتخاب کے بعد عبوری حکومت کے سربراہ انجنیئر احمد شاہ اس سے کس طرح اعتماد کا ووٹ حاصل کریں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ:

شوریٰ سب سے پہلے اپنے لئے ایک صدر مجلس یا سپیکر کا انتخاب کرے گی اور پھر عبوری حکومت شوریٰ سے اعتماد کا ووٹ مانگے گی۔

اور اس کے بعد کیا ہوگا جناب پیر صاحب نے جواب دیا کہ:

"یہ سب عبوری مراحل ہیں۔ اس کے بعد ملک کے لئے بنیادی قانون وضع کرنے کی غرض سے "لویہ جرگہ" بلایا جائے گا۔"

پیر صاحب سے پوچھا گیا کہ کیا عبوری حکومت اور شوریٰ مشترکہ طور پر بنیادی قانون کا مسودہ تیار کرے گی اور پھر اسے منظور کرانے کے لئے 'لویہ جرگہ' کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اس پر پیر صاحب نے جواب دیا کہ:

"لویہ جرگہ 'جس بنیادی قانون کی منظوری دیدے گا۔ افغانستان کا تمام کاروبار حکومت اُسی کے مطابق چلایا جائے گا۔

ملی اسلامی اتحاد کے رہبر سے جب پوچھا گیا کہ بنیادی قانون کی منظوری کے بعد تنظیموں کی بنیاد پر قائم شدہ شوریٰ بحال رہے گی یا نئے انتخابات کرائے جائیں گے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ:

"پہلے ہی یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ یہ سب عبوری مراحل ہیں جب بنیادی قانون بن جائے اور لویہ جرگہ اس کی منظوری دیدے تو پھر تمام معاملات اُسی قانون کے مطابق طے کئے جائیں گے۔"

اُن سے پوچھا گیا کہ کیا بنیادی قانون میں ہر افغان کو انتخابات میں امیدوار بننے کی اجازت ہوگی تو انہوں نے جواب دیا کہ:

"ہر وہ افغان جو قانونی شرائط پر اترے گا، انتخابات میں حصہ لینے کا حقدار ہوگا۔"

جنیوا معاہدے کے متعلق پیر سید احمد گیلانی سے پوچھا گیا کہ پاکستان کی حکومت کا کہنا ہے کہ وہ جنیوا معاہدے کا پورا پورا پاس کرے گی۔ اس معاہدے کے تحت روسی فوجیں افغانستان سے نکل رہی ہیں۔ اور پاکستان افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا نہیں چاہتا اور نہ ہی وہاں اپنی مرضی کے مطابق حکومت کا قیام چاہتا ہے۔ یہ افغانوں کا اندرونی معاملہ ہے۔ اس کے متعلق آپ کا موقف کیا ہے؟ پیر صاحب نے جواب دیا کہ:

"ہمارا جہاد روسی فوجوں کی واپسی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ اس جہاد کا مقصد اپنی سرزمین سے ہر قسم کے غیر اسلامی آثار مٹانا اور ملت کے عقائد اور روایات کے مطابق اسلامی نظام حکومت کا قیام ہے اس لئے روسیوں کے نکلنے کے بعد ہمارا جہاد ان مقاصد کے حصول تک جاری رہے گا۔

اِس سوال کے جواب میں کہ آیا افغانستان کا مسئلہ بات چیت کے ذریعے حل ہوجائے گا یا جنگ کے ذریعے، اتحاد اسلامی مجاہد افغانستان کے قائد نے کہا کہ:

"میں یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ اسلامی نظام کے قیام تک ہماری جنگ جاری رہے گی۔"

اتحاد کے قائد سے ایک سوال یہ بھی کیا گیا کہ جنرل محمد ضیاء الحق کے جنازے کی رسومات کے موقع پر آپ نے امریکہ کے وزیر خارجہ جارج شلز اور پاکستان کی مسلح افواج کے کمانڈر جنرل مرزا اسلم بیگ کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔ کیا آپ ان ملاقاتوں سے مطمئن ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ:

"یہ باقاعدہ رسمی ملاقاتیں نہیں تھیں۔ بلکہ جنازے کی رسومات کے دوران صرف مصافحہ تک محدود تھیں۔ اس موقعہ پر دونوں رہنماؤں نے مجھے یقین دلایا کہ افغانوں کے متعلق ان کی پالیسیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئیگی اور افغانوں کی امداد و حمایت جاری رہیگی۔"

ان سے پوچھا گیا کہ یہ بات سُننے میں آرہی ہے کہ افغان مجاہدین کے درمیان نکتہ نظر کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟ جناب پیر سید احمد گیلانی نے جواب دیا کہ:

"فروعی معاملات میں ہمارے درمیان اختلافات موجود

ہیں۔ لیکن ہم میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں، مثلاً اس بات پر سب متفق ہیں کہ افغانستان میں ایک آزاد خود مختیار اور اسلامی حکومت قائم ہو۔ اور ہمارا جہاد بھی اس مقصد کے لئے ہے۔"

اِس سوال کے جواب میں کہ کابل اور ماسکو دونوں پاکستان پر جنیوا معاہدے کی خلاف ورزی کا الزام لگاتے ہیں۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ:

"مغربی ممالک میں ایسے روس نواز حلقے موجود ہیں جو اس قسم کے پروپیگنڈہ میں مصروف ہیں۔ حالانکہ جنیوا معاہدے کی خلاف ورزی خود کابل اور ماسکو کر رہے ہیں۔ جس کی تازہ مثال قندھار اور کندوز میں روسی فوجوں کی کاروائیاں اور پاکستان کے علاقے پر روسی اور کابل انتظامیہ کی ہوائی جہازوں کی بمباری ہے۔"

ہفت روزہ ھیواد کے مدیر کے اس سوال کے جواب میں کہ آیا کابل اور ماسکو کے حمایتیوں کے اس پروپیگنڈہ مہم کے سدباب کرنے کے لئے آپ لوگوں نے کوئی اقدام کیا ہے؟ پیر سید احمد گیلانی نے جواب دیا کہ:

"ہم مختلف افغان نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کونسل بنا رہے ہیں جو کہ اس پروپیگنڈے کا موثر طور سدباب کرے گی۔"

●●

پیر سید احمد گیلانی کے ساتھ پروفیسر آرماکورا کی ملاقات

انسانی حقوق کے متعلق اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندہ پروفیسر فیلکس آرماکورا نے ۶ ستمبر کو پشاور میں اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے سربراہ پیر سید احمد گیلانی کے ساتھ ملاقات کی۔ پروفیسر آرماکورا آئندہ دو ماہ کے دوران افغانستان میں انسانی حقوق کے صورت حال کے متعلق اقوام متحدہ میں رپورٹ پیش کرنے والے ہیں۔ اس ملاقات میں پروفیسر آرماکورا نے جناب پیر سید احمد گیلانی کے ساتھ افغانستان میں انسانی حقوق، جنگی قیدیوں، افغانستان کے اندر بچوں اور بوڑھوں کے متعلق بات چیت کی۔ پیر صاحب نے ان کوششوں پر آرماکورا کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلا کے بعد وہ اندرونی امن و امان کے قیام کے لئے فضا کو سازگار بنا دیا جائے۔ پیر صاحب نے ایک ایسے حکومت کے قیام کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا جو افغانستان کے تمام لوگوں کے لئے قابل قبول ہو۔

روسی جنگی قیدیوں کے متعلق پیر صاحب نے فرمایا کہ مجاہدین اس سلسلے میں روس کے ساتھ براہ راست بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس سلسلے میں روس کی طرف کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

افغانستان میں انسانی حقوق کی صورت حال بیان کرتے ہوئے پیر صاحب نے کہا کہ روسی افغانستان کے معصوم اور بے گناہ شہریوں پر نہایت بے رحمانہ بمباری کر رہے ہیں۔ جس سے ہزاروں بے گناہ افراد جان بحق ہو رہے ہیں۔

پیر سید احمد گیلانی نے کہا کہ میدان شہر اور کندوز کو مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہونے کے بعد روسیوں نے ان علاقوں پر زبردست بمباری کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے جانی و مالی نقصانات نے سنگین صورت اختیار کر لی ہے۔

اس مسلسل بے رحمانہ بمباری کی وجہ سے جو براہ راست روس سے مجاہدین پر ہوتی ہے۔ مجاہدین ان بہت سے علاقوں سے نکل گئے ہیں۔

ملاقات میں "لویہ جرکہ" کے متعلق کارڈویر کی تجاویز اور دوسرے متعلقہ موضوعات پر بھی بات چیت کی گئی۔ ملاقات ۹۰ منٹ تک جاری رہی۔

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق

کے ایصال ثواب کے لئے تعزیتی اجتماع

اگرچہ افغان مجاہدین اپنے ایک قریبی ساتھی کی رفاقت سے محروم ہوگئے لیکن اللہ تعالیٰ کے بھروسے اور توکل سے یہ جہاد آخری فتح تک جاری رہے گا۔ یہ بات ملی اسلامی محاذ افغانستان کے معاون ڈاکٹر فاروق اعظم نے یکم ستمبر کو لیسۂ صدیق اکبر میں شہید جنرل محمد ضیاء الحق کی شہادت کے سلسلے میں منعقدہ ایک تعزیتی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اجتماع کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ بعد ازاں قراء حضرات نے شہید کی روح کے ایصال ثواب کیلئے تلاوت کلام پاک کی۔ اجتماع کے تیسرے مرحلے میں ملی اسلامی محاذ افغانستان کے معاون پر فائز ہوچکا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ افغانستان میں بہت سے مجاہد شہادت پاچکے ہیں۔ جن میں ایک جنرل محمد ضیاء الحق بھی ہیں۔ انہوں اپنی جان افغانستان کے جہاد کی راہ میں قربان کی۔ آج ان کو شہید کیا گیا۔ کل کو ہر دہی فرد شہید کیا جائیگا جو افغانستان کی حمایت کرے گا۔ اور ہر اس فرد کو بھی شہید کیا جائیگا جو اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی بات کرے گا۔ یہ قتل عام اس وقت تک جاری رہے گا جب تک دشمن کو

صدر ضیاء الحق کی شہادت کی مناسبت سے ملی اسلامی محاذ کے معاون ڈاکٹر فاروق اعظم ایک تعزیتی اجتماع سے خطاب کر رہے ہیں

ڈاکٹر فاروق اعظم نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "میں جنرل محمد ضیاء الحق کو ایک ایسے مجاہد بھائی کی حیثیت سے یاد کر رہا ہوں جو کہ مقام شہادت

اس بات کا یقین نہ ہو کہ یہ ایک مضبوط اور متحد قوم اور اس کو نقصان پہنچانے کا ارادہ ترک کرنا چاہیئے۔ دشمن کو یہ معلوم ہے کہ امریکہ، برطانیہ اور فرانس سب روس کے دشمن ہیں

لیکن ان سب کو ایک طاقت کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا ہے اور ان کے ساتھ امن و امان سے رہنے کے پیمان باندھے گئے ہیں۔

محترم بھائیو! جب تک آپ لوگ اپنے آپ کو ایک طاقت کی حیثیت سے تسلیم نہیں کرائیں گے۔ اُس وقت تک آپ لوگوں کا قتل عام جاری رہے گا۔ افغانستان میں آپ کے خون کی ہولی کھیلی جاتی رہے گی، فلسطین اور ایٹریا میں آپ لوگوں کا قتل عام جاری رہے گا۔ یہاں بھی آپ قتل ہوں وہاں بھی آپ قتل ہوں گے۔

ڈاکٹر فاروق اعظم نے کہا وہ لوگ غلط فہمی کے شکار ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ جنرل ضیاء الحق کی شہادت کی وجہ سے افغان جہاد تعطل کا شکار ہوگا۔ ہم نے خداوند تعالیٰ کے بھروسے پر خالی ہاتھوں سے جہاد شروع کیا تھا۔ اور یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک افغانستان سے روسی فوجیں نہ نکلیں اور افغانستان میں افغان عوام کی خواہش کے مطابق اسلامی نظام قائم نہ ہو۔

ملی اسلامی محاذ کے معاون ڈاکٹر فاروق اعظم نے خطاب جاری رکھتے ہوئے کہا کہ روسیوں نے ہمارے دوستوں اور بہی خواہوں کو راستے سے ہٹانے کیلئے مختلف قسم کی سازشیں تیار کیں۔ لیکن ہمیں ان سازشوں سے ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہیئے اور ان کے ان سازشوں کو کامیاب نہ ہونے دیں۔

ڈاکٹر اعظم نے اپنے خطاب کے آخر میں شہید ضیاء الحق کے روح کیلئے دعائے مغفرت کی اور حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔

بعد ازاں ملی اسلامی محاذ کے دعوت و تنظیم کے رئیس دین محمد گیلانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ اس اچانک حادثے کی وجہ سے ہر مسلمان کبیدہ خاطر ہوگیا ہے۔ اور دنیا کے گوشے گوشے میں مسلمان غم اندوہ میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ اس اجتماع میں امینت اور نظارت کے رئیس جنرل رحمت اللہ صافی قضا کے رئیس مولوی امیر زادہ، ثقافتی امور کے معاون سید مسعود مجروح، جمعیت العلماء اسلام کے رہنما ڈاکٹر فدا حسین نے بھی خطاب کیا اور شہید صدر جنرل ضیاء الحق کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ اجتماع دوپہر ۱۲ بجے تک جاری رہا۔

مرحوم جنرل ضیاء الحق کی شہادت کی مناسبت سے ملی اسلامی محاذ کے معاون ڈاکٹر فاروق اعظم ایک تعزیتی اجتماع میں فاتحہ خوانی کر رہے ہے

روسیوں کا ایک اور ظلم

عارف غزوال

گذشتہ تقریباً دس سالوں سے حریت پسند اور دین کے شیدائی افغان اپنے وطن کی آزادی اور اسلام کے لئے رات دن جہاد میں مصروف ہیں اور اپنے ہم وطنوں کو سرخ سامراج کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔ اس عرصے کے دوران سے دوچار کیا ہے اور دوسری طرف ملک کے مختلف حصوں میں مقیم افغانوں کو تحفظ حاصل ہوگا اور اس طرح وہ وطن سے اندر ہی زندگی کے دن گذار سکیں گے۔ روسیوں اور اُن کے ملحد ایجنٹوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ شہروں اور دیہی علاقوں پر مسلسل بمباری

دشمن کی اس طرح کی توپیں بھی ہمارے مستحکم ارادوں کو متزلزل نہیں کر سکتے۔ اردگرد افغان مجاہدین کھڑے دیکھ رہے ہیں

مجاہدین کی یہ کوشش رہی ہے کہ دشمن کے فوجی مراکز اور فوجی قافلوں پہ دباؤ برقرار رکھا جائے تاکہ ایک طرف روسی اور اُن کے بے ضمیر ایجنٹوں کو شکست کی جائے تاکہ یا تو وہ کابل حکومت کو تسلیم کر لیں اور یا مجاہدین کے ساتھ تعاون سے ہاتھ کھینچ لیں۔ اس پس منظر میں مجاہدین نے اپنی سرگرمیاں اس طرح جاری

رکھی ہیں کہ دیہی علاقوں میں مقیم افغانوں کے لئے کوئی مصیبت کھڑی نہ ہو۔ ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ مجاہدین نے اپنے ہم وطنوں کے تحفظ کی خاطر اپنے مورچے بھی خالی کئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے دین اور وطن کے دشمن نے اپنی بے رحمانہ اور وحشیانہ سرگرمیاں اس انداز سے جاری رکھی ہیں کہ نہ دیہاتوں اور قصبوں میں مقیم بے گناہ بچوں، بوڑھوں، اور عورتوں کو قتل کر دیا گیا ہے بلکہ ملک کے اسی فیصد شہروں کو بھی کھنڈرات میں تبدیل کیا ہے۔ کھیت ویران ہو گئے ہیں۔ جنگل باغات اور جنگلات آگ کے شعلوں کی نذر ہو گئے ہیں۔

ان وحشناک مظالم کے ساتھ ساتھ ہمارے بے ایمان دشمن نے گذشتہ دس سال کے عرصے میں اپنے بے خدا نظریے کو لوگوں پر مسلط کرنے کے لئے قسم قسم کی چال چلیں ہیں لیکن ان کی ہر چال ہماری ملت کے فہم و فراست اور بصیرت و تدبر کی وجہ سے مکمل طور پر شکست سے دوچار ہوتے ہیں اور دشمن کے تمام مذموم عزائم خاک میں مل گئے ہیں اب جب کہ ہمارے بہادر مجاہدین روسیوں کو اپنے ملک سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو روسیوں کے اوسان خطا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اب انہوں نے آخری حربے کے طور پر مذموم پروپیگنڈے کی ایک مہم شروع کر رکھی ہے تاکہ افغان عوام کے دلوں میں مجاہدین کے لئے نفرت کے جذبات پیدا کئے جائیں۔ افغان مجاہدین نے اب کابل اور ملک کے دوسرے اہم شہروں کا محاصرہ کر رکھا ہے اور ان شہروں میں دشمن کے فوجی مراکز اور مورچوں پر مسلسل حملے کر رہے ہیں۔ روسیوں کے پاس اب دوسرا کوئی چارہ نہیں اور اب وہ اپنے فوجی مراکز سے شہروں پر راکٹ برسا رہے ہیں اور لوگوں کو یہ باور کرا رہے ہیں کہ مجاہدین اپنے ہی ہم وطنوں کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لیکن کوئی بھی ذی ہوش افغان روسیوں کے اس مذموم پروپیگنڈے کا شکار نہیں ہو سکتا اور کوئی یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں کہ کوئی فرد خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے آپ کو تباہ کر سکتا ہے۔

گذشتہ کچھ عرصے سے جب کہ افغان مجاہدین نے کابل شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے اور روسیوں کے فوجی مراکز پر مسلسل حملے کر رہے ہیں تو اسی عرصے کے دوران کابل شہر پر انسانیت کے ان دشمنوں نے کئی مرتبہ راکٹ برسائے ہیں اور بہت سے بے گناہ لوگوں کو شہید کیا ہے۔ کابل پر جو راکٹ پھینکے گئے ہیں وہ روسی ساختہ تھے اور ہمارے لوگوں کی ہلاکت کے لئے لائے گئے تھے ان میں سے کچھ راکٹ وہ ہیں جو پھینکے جانے کے بعد پھٹے نہیں ہیں۔ اس طرح عینی شاہدوں کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روسی چاہتے ہیں کہ افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء سے پہلے وہاں زندہ بچنے والے افغانوں کو موت کی نیند سلا دیا جائے اب کابل کے شہریوں پر بھی یہ بات منکشف ہو چکی ہے کہ یہ راکٹ کابل شہر کے اردگرد روسی حفاظتی چوکیوں سے پھینکے جاتے ہیں۔

ہم یہ بات یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ دوسری سازشوں کی طرح روسیوں کی یہ سازش بھی مکمل طور پر ناکام ہو گئی اس سلسلے میں ہم امن پسند دنیا سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ روس کے ان وحشتناکیوں کو روکنے کے لئے لازمی اقدامات کریں اور روسیوں کو بے گناہ افراد کے قتل عام سے روک دیں۔

تاریخ اسلام کی ایک درخشاں شخصیت
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

تحریر: نقیب اللہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کے وہ ممتاز خلیفہ ہیں۔ جس کے جذبہ ایمان سے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ان کی ایمان افروز شخصیت اپنی مثال آپ تھی۔ آپ نے اسلام میں عدل و انصاف، جرأت و بہادری، شرافت و دیانت، علم و عمل، تدبر و فراست، حق و صداقت، تجربات و مشاہدات کے وہ انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کے لئے مشعل راہ کا کام کرتی رہیں گی۔

حضرت عمرؓ اسلام کے اُن اسلاف میں سے ہیں۔ جن کا نام سن کر کافروں پر لرزہ طاری ہوجاتا تھا۔ جب وہ کسی محفل میں داخل ہوتے تو آپ کی رعب دار شخصیت کی وجہ سے وہ موجود کافر ایک ایک کرکے کھسک جاتے اور اُن میں اس شخصیت آنکھیں ملانے کی سکت باقی نہ رہتی۔ آپ کے ایمان لانے سے ضعیف مسلمانوں کو قوت حاصل ہوگی۔ اور انہوں نے اسلام کے احکام علی الاعلان عمل کرنا شروع کیا۔ جب رسول کریمؐ نے نبوت کا اعلان اور لوگوں کو ایک خدا کی عبادت کی طرف بھلایا تو مکہ کے رہنے والوں نے آپ کی زبردست مخالفت کی۔ اور آپ کو راہِ راست سے ہٹانے کیلئے آپؐ اور آپؐ کے ساتھی صحابہ کرام پر وہ مظالم ڈھائے جن کو سُن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ اکثر چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ اسلام دشمن عناصر کے مسلسل حملوں کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ نبی کریمؐ ہمیشہ یہ آرزو کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ تو عمر کو مسلمان کرتا کہ اسلام کی بنیادیں مضبوط اور مستحکم ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے یوں دعا فرمائی۔

"اے رب العالمین تو اسلام کو عزت اور توقیر بخش دے تو یا تو عمر بن الخطاب کو مسلمان فرما

دشمن سے چھین لیا ہوا سنگین ہتھیار

دیں اور یا ابوجہل بن ھشام کے سینے کو اسلام کی روشنی سے منور فرمائیں۔"

چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ ایک دن صبح آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کی حقانیت پر بے اختیار ایمان لے آئے۔

اِس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ وہ واحد شخصیت ہے جن کے ایمان لانے سے اسلام مضبوط ہوگیا اور مشرکین کی سازشیں ناکامی سے دوچار ہوئیں۔

حضرت عمرؓ کی فضیلت اور شان و شوکت

اِسلام کے اس عظیم خلیفہ کی فضیلت اور شان و شوکت بیان کرنا ہر لکھنے والے کا کام نہیں ہے۔ نہ صرف رسول کریمؐ نے آپ کی تعریف کی تھی بلکہ اللہ تعالےٰ نے بھی قرآنی آیات میں واضح طور پر آپ کو سراہا گیا ہے۔ اسلام کے اِس عظیم خلیفہ نہ صرف دوستوں میں مقبول و محترم تھے بلکہ دشمن بھی آپ کی عظمت کے معترف تھے۔

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

"اگر میرے بعد کوئی نبی مبعوث ہوگا۔ تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے۔" (ترمذی)

اِس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب ان اعلیٰ انسانی صفات سے متصف تھے جو کسی عام فرد میں بیک وقت جمع نہیں ہو سکے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ:

تحقیق کہ گزری ہوئی امتوں میں ایسے افراد موجود تھے کہ ان کو فرشتوں کی جانب سے الہام ہوتا تھا اگر میری امت میں کوئی ایسا فرد موجود ہو تو وہ عمر ہوگا۔" (مسلم، بخاری)

اِس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس امت میں ایسے افراد موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ گزری ہوئی امتوں میں ایسے افراد موجود ہو سکتے تھے تو اس امت میں یقیناً زیادہ ہوں گے۔ اس لئے کہ یہ امت دوسری امتوں سے افضل ہے۔ بلکہ اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی حد سے زیادہ تعریف ثابت ہوتی ہے۔

جابرؓ فرماتے ہیں کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ،

"آپ لوگوں میں رسول کریمؐ کے بعد بہتر انسان ہیں۔"

اس پر ابوبکرؓ نے فرمایا کہ،

"آپ تو یہ بات کرتے ہیں لیکن میں نے خود نبی کریمؐ سے سنا ہے کہ ابھی تک دنیا میں کوئی فرد ایسا پیدا نہیں ہوا ہے جو عمر سے بہتر ہو۔" (ترمذی)

اِس حدیث میں ایک دفعہ پھر حضرت عمرؓ کی شان میں کیا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ کی متانت اور غیرت

تاریخ اسلام کا یہ نامور خلیفہ جرأت اور بہادری کا ایک ایسا مجسمہ ہے جن کی تعریف سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں اور دین محمدی کے غازی ان کے جرأت و قربانی کا درس لئے اسلام کی عظمت کیلئے میدان میں کھود پڑتے ہیں۔ صدیاں گزر گئیں لیکن عمرؓ کی بہادری کے واقعات آج بھی کل کی طرح تازہ ہیں۔ حضرت عمرؓ سرزمین عرب میں بہادر اور شجاع نوجوان کی حیثیت سے مشہور تھے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ:

"فرمایا رسول کریمؐ نے کہ جب شب معراج کو اچانک جنت میں داخل ہوگیا۔ تو میں نے ایک عورت دیکھی جس کی آنکھیں بیمار تھیں یہ ابی طلحہ کی بیوی تھی۔ اس کے بعد میں نے قدموں کی آہٹ سنی۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ بلال ہیں۔ پھر میں نے ایک بڑی عمارت دیکھی جس کے صحن میں ایک کنیز کھڑی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ عمر بن الخطاب کی ہے چنانچہ میں نے اس عمارت میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ جب میں نے اُسے دیکھا تو مجھے تمہاری (عمر) غیرت یاد آئی۔

اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ اے پیغمبر آیا میں آپ کے داخل ہونے پر بھی غیرت کرونگا۔" (مسلم، بخاری)

یعنی جب نبی کریمؐ نے جنت میں ان کا محل دیکھا تو وہ نہایت خوبصورت تھا۔ چنانچہ آپ نے اندر داخل ہونا چاہا لیکن اُس وقت آپ کو عمرؓ کی وہ غیرت یاد آئی جو اپنے گھر اور خاندان پر کیا کرتے تھے۔ اور کسی کو دوسرے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ نبی کریمؐ جنت میں بھی حضرت عمرؓ کی غیرت کی وجہ سے اُن کے محل میں داخل نہیں ہوئے۔ جب رسول کریمؐ نے یہ قصہ حضرت عمرؓ کو بیان فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا میں آپ کے داخل ہونے پر بھی غیرت میں آؤں گا۔ یعنی آپؐ تو تمام لوگوں کے باپ جیسے ہیں۔ آپ کے اندر جانے پر کوئی ممانعت نہیں تھی۔

ضلع اسمار میں مجاہدین کے ہاتھوں دشمن کے تخریب شدہ ٹینک

اس حدیث میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سب لوگوں حضرت عمرؓ کی غیرت پاس رکھتے تھے۔ اور سب کو اِس بارے میں بخوبی معلوم تھا۔

حضرت عمرؓ کا تقویٰ اور دیانت

اسلام کے یہ دوسرے مایہ ناز خلیفہ اتنے متقی اور پرھیزگار تھے کہ پل بھر کے لئے ان کا دل اللہ اور اس کے محبوب کے ذکر سے خالی غافل نہیں ہوتا تھا۔ جب صحابہ کرام اپنے درمیان ایک دوسرے کے تقویٰ اور دیانت کا موازنہ کرتے تو حضرت عمرؓ کو سب سے بہتر اور اعلےٰ پاتے۔ حضرت ابی سعیدؓ نے فرمایا کہ کے فرمایا ہے رسول کریمؐ نے کہ:

"ایک دن میں سویا ہوا تھا کہ میرے سامنے ایسے لوگ گزر رہے تھے کہ ان میں سے بعض نے قمیض پہن رکھے تھے جو صرف سینوں تک تھے اور بعض اس سے بھی کم تھے۔ میرے سامنے حضرت عمرؓ کو گزارا گیا جس نے ایسی قمیض پہن رکھی تھی جو زمین پر اُس کے پیچھے گھسٹ رہی تھی۔"

صحابہ کرامؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ آپؐ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

میں نے اسکی یہ تعبیر نکالی ہے کہ جس طرح

خواب میں عمرؓ کی قمیض دوسرے لوگوں سے لمبی تھی اس طرح آپ کا تقوی اور دیانت بھی دوسرے لوگوں سے زیادہ ہے۔ (مسلم، بخاری)

حضرت عمرؓ کی حق گوئی

حق گوئی کے سلسلے میں حضرت عمرؓ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ وہ ایک حقیقی اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے حق گوئی کو بنیاد سمجھتے تھے۔ وہ تمام لوگوں سے یہی بات کہتے تھے کہ اپنے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہر معاملے میں اپنے امیر کے ساتھ حق گوئی پر کاربند ہوں۔ وہ دوسرے لوگوں کو بھی اُن کے سامنے سچ بولنے کی ترغیب دیتے۔ حضرت عمرؓ حق گوئی کے سلسلے میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اور اس سلسلے میں دوست اور دشمن سے کوئی رعایت نہیں کرتے تھے۔ اس سلسلے میں اُن کی نظروں میں اپنے پرائے سب ایک ہی صف میں کھڑے تھے۔

عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا ہے کہ:

"رسول کریمؐ نے فرمایا کہ تحقیق خداوند تعالیٰ نے عمرؓ کے دل و زبان پر حق کو چڑھایا ہے (ترمذی)

ابوداؤد کے روایت کے مطابق ابوذرؓ سے روایت ہے کہ:

"تحقیق اللہ نے عمرؓ کی زبان پر حق کو رکھا ہے جس پر وہ بولتا ہے۔"

حضرت عمرؓ سے شیطان دور بھاگتا تھا

شمع توحید کا یہ پتنگ نہ صرف مشرکین اور کافروں کی سازشوں کو ناکام بناتا تھا۔ بلکہ وہ شیطان اور طاغوت کے فتنوں کو بھی ناکامی سے ہمکنار کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شیطان ان سے بہت دور بھاگتا تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اس وقت رسول کریم کے ساتھ قریش کے عورتوں کی ایک جماعت تھی وہ نہایت اونچی آواز سے زیادہ نفقہ مانگ رہے۔ جب حضرت عمرؓ نے اجازت یہ عورتیں اٹھیں اور پردہ میں چلی گئیں۔ جب عمرؓ اندر داخل ہوئے تو رسولؐ مسکرائے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے رسولؐ کہ خدا آپ کے دانتوں کو خوش رکھے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ میں اس بات پر بہت حیران ہوا کہ جب ان عورتوں نے آپکی آواز سُنی تو وہ اوٹ میں چلی گئیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اُن کو پکارا کہ کہا کہ اے اپنے آپ کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو اور رسولؐ سے نہیں؟ اس پر عورتوں نے جواب دیا کہ یہ اس لئے کہ آپکی باتیں بہت سخت ہیں۔ یہ بات سن کر رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ۔ "اے خطاب کے بیٹے! مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے اختیار میں میری روح ہے کہ تمہارے ساتھ شیطان ایک ہی راستے پر نہیں چل سکتا۔ (بخاری، مسلم)

ڈیالکٹیک

تاریخ کے آئینے میں

(حصّہ دوم)

عبداللہ گل ریان

قدیم یونان

فکری میدان میں مباحثے کے فن اور جدی اصول کی حیثیت سے ڈیالکٹیک کے استعمال تاریخ بہت پرانی ہے۔ سقراط اور افلاطون کی اصطلاح میں ڈیالکٹیک فکری روش کا نام ہے۔

سقراطی روش جو کہ آج بھی اسی نام سے موسوم ہے یہ تھا کہ عقائد اور افکار کا ایک دوسرے کے ساتھ موازنہ کیا جاتا تھا۔ کسی مسئلے کو حل کرنے کیلئے سب سے پہلے اس مسئلے کا تجزیہ کرتے اور نہایت آسان اور سادہ طریقے سے اِس تجزیے کا آغاز کیا جاتا اور یہ تجزیہ بتدریج پیچیدہ مرحلے تک پہنچ جاتا۔

کہا جاتا ہے کہ سقراط کی یہ تحلیل سوال و جواب کی شکل میں ہوتی تھی اُس کا کہنا تھا کہ میری ماں ایک قابل دایہ تھی۔ اور میں بھی انہی کی طرح افکار کی تخلیق میں لوگوں کے ساتھ تعاون کرتا ہوں تاکہ وہ اپنی فطرت کے مطابق مطالب اخذ کرسکیں۔ میں تو ان لوگوں کو اپنی طرف سے کچھ نہیں دیتا۔

افلاطون کی روش کا نام بھی ڈیالکٹیک تھا۔ لیکن جب ارسطو کا زمانہ آیا تو اُس نے منطق کو ترتیب دیا لیکن عام مباحثے کو ڈیالکٹیک کا نام نہیں دیا۔ بلکہ اس سلسلے میں دلیل و برھان کا طریقہ اپنایا۔

جب حقائق کو معلوم کرنا مقصود ہو تو یہ برھان یا مباحثہ ہوتا ہے۔ لیکن جب مباحثہ میں صرف اپنے نکتہ نظر کو صحیح ثابت کرنا مقصود ہو تو اسے جدل کہا جاتا ہے نہ کہ برھان۔

برھان اور جدل میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ برہان میں اُن حقائق کو بنیاد بنایا جاتا ہے جو سو فیصد صحیح ہو۔ اس میں چھ مبادیات ہیں

اول بدیہیات، مشاہدات، فطریات، تجربے، متواترات اور حوادث۔

لیکن جدل کے مبادی سو فیصد یقینی نہیں ہوتے بلکہ یہ یکطرفہ طور پر قبول ہوتے ہیں۔ ارسطو نے جدل کو ڈیالکٹیک کہا اور اسے اصل مباحثے اور برھان سے علیحدہ کیا۔

ھیگل :۔ بعض دانشور ھیگل کو ایڈیالسٹ کہتے ہیں اور بعض اسے مٹریلسٹ۔ لیکن اس کا اپنا علیحدہ ایک فلسفہ ہے۔ جس پر نہ تو ایڈیالیزم کا اطلاق کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی مٹریلزم کا۔ ایڈیالسٹ اور مٹریلیٹ تو اُس وقت پیدا ہوتے ہیں جب روح اور مادہ کو دو علیحدہ علیحدہ اصول مان لیا جائے۔ جب روح اصل اور مادہ کو اس کا تابع مان لیا جائے تو اُسے ایڈیالسٹ کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر مادہ کو اصل مان لیا جائے اور معنی کو اس کا انعکاس تو اُسے میٹریالسٹ کہا جاتا ہے۔

ہیگل دراصل روح اور مادے کے علیحدہ علیحدہ وجود کا قائل نہیں تھا بلکہ وہ ان دونوں کو ایک سمجھ رہا تھا۔ ہیگل ارسطو کے پہلے علت اصل کی توجیہہ پیش نہ کرسکا۔ ارسطو کے فلسفہ میں پہلا اصل یوں بیان کیا گیا تھا کہ طبیعت میں حرکت ہے لیکن اس حرکت کے لئے علت کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلی علت کو طبیعت کے دسترس سے باہر ہونا چاہیئے۔ اس طرح مادے سے

مبرا ایک مافوق الفطرت محرک کی ضرورت ہے۔ جو طبیعت میں حرکت پیدا کرے یا تمام اولین علتوں کی پہلی علت ایک بے علت علت ہوتی ہے۔ لیکن ہیگل نے پہلی علت کی بجائے ہستی کی موجودگی کی توجیہہ یوں پیش کی کہ ہر ہستی اپنے ساتھ نیستی بھی لاتی ہے۔ اس نیست و ہست کی ترکیب سے ایک اور ہستی جنم لیتی ہے جس کو ہیگل نے ہستی، نیستی اور دوم ہستی (تھیسز، انٹی تھیسز اور سن تھیسز) کے ناموں سے موسوم کیا۔ وہ کہتا ہے کہ سب کچھ اسی دستگاہ کے اندر ہے اور اس سے باہر کچھ نہیں ہے اور یہ ایک منطقی نتیجہ ہے کہ تھیسز اور انٹی تھیسز سے سن تھیسز وجود میں آتا ہے۔ لیکن یہ تینوں مراحل ایک ہی دستگاہ میں وقوع پذیر ہوں گے۔ جس میں مادے اور معنی کو علیحدہ کرنا ناممکن ہوگا۔ ھیگل کے نظریئے کے مطابق خدا بھی طبیعت کے اس دستگاہ سے اندر ہی ہے۔

اُس کا کہنا ہے کہ پہلی علت کے اصل کو اس بنیاد پر نہیں مانا جا سکتا کہ اس طرح دوسری علت کے متعلق یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ پھر اسکی علت کیا ہے۔ اس لئے طبیعت کے دستگاہ کی توجیہہ کا مختصر راستہ یہ ہے کہ دلیل سے طبیعت کی دستگاہ میں حرکت اس کے داخلے کے تضاد پر منتج ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے منطق ذھن سے عین پر بھی حاوی ہوگی ادھر وہ چیز جو ذھنی ہوگی وہی عینی بھی ہوگی اور جو چیز عینی ہوگی وہ ذہنی بھی ہوگی۔ اس لئے ذہنی اور صوری منطق کے جو قوانین ہیں وہی ہستی کے سارے میدان میں بھی ہوں گے۔ اس لحاظ سے ہیگل کے عقیدے کے مطابق علت کا سلسلہ تجرباتی ہے اور داخلی تضاد کی کڑی عقلی ہے، یہ توجیہہ ڈیالکٹیک کے ذریعے پیش کی جا سکتی ہے کہ تھیسز اور انٹی تھیسز کا عمل طبیعت میں بھی جاری رہتا ہے۔ چونکہ یہ منطقی مقولے ہیں اور اس کیلئے پہلی علت کا مسئلہ یہاں حل ہو تو ذھنی اور عینی چیزوں کو ایک مانا گیا۔ تاکہ فطرت میں بھی منطقی ضرورت کی بنیاد پر پہلی علت اپنے ماحول میں پیدا ہو جائے۔

نڈر مجاہد اپنے محاذ میں سرگرم عمل ہے

ھیگل کی نظر میں دستگاہ ہستی میں ایک مطلق آگاہی ہے۔ اس دستگاہ انسان کو جس چیز کا ادراک حاصل ہو جائے وہ واقع ہے۔ واقع کو انسان کے عقل میں محقق ہونا چاہیئے۔ ہیگل کے نظریئے کے مطابق یہ مطلق واقعی ایک خارجی مطلق ہے جو کہ زمان و مکان کے حدود سے معرا ہے۔ یہ مطلق جہان کی روح ہے جسے مذاہب خدا

سمجھتے ہیں۔

یہی روح عقل میں فطرت کا روپ دھار لیتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ تاریخ معاشرہ اور افراد اس کے اجزاء ہیں اور یہ اجزاء ایک ڈیالکٹیکی رجحان رکھتی ہے جو کہ سن تھیسز اور آخری کمال (خدا) کی طرف جاتی ہے۔ اسی وجہ سے بعض فلاسفہ ہیگل کو وحدت الوجود کا قائل سمجھتے ہیں، یہ بات کہ ہیگل کا فلسفہ حقیقت سے کتنا دور ہے ایک بحث طلب موضوع ہے۔ لیکن یہاں ایک موضوع قابل توجہ ہے تاکہ جدلی مادیت اور صوری (ارسطوری) منطق کا فرق واضح ہو سکے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ فلسفے کے مکاتب میں فرق ہے۔ لیکن بنیادی طور پر دو فلسفے موجود ہیں۔ باقی فلسفے ان دو کے گرد گھومتے ہیں۔ ایک فلسفہ یہ ہے کہ تمام موجودات ہستی کے وہ حالات رکھتی ہیں جو ثابت ہیں اور زمانے کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یعنی موجود تھے موجود ہیں اور موجود رہیں گے۔

دوسرا نکتہ نظر یہ ہے کہ سب کچھ تحول اور تکامل کے مرحلے میں ہیں۔ جو کچھ موجود تھا آج وہ اُسی شکل میں باقی نہیں ہے اور کل کو یہ آج کی شکل میں موجود نہیں ہوں گی۔

ہم اس فلسفہ کو موجود اور واقع ہونے پر تعبیر کر سکتے ہیں اس کیلئے زبان میں بودن اور شدن کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں ہست یا بودن کے فلسفہ روح، حقیقت اور اخلاقی اصول کو لیا جاتا ہے اور شدن کے فلسفہ میں حقیقت کو سمجھا جاتا ہے اور روح کو ایک علیحدہ حقیقت نہیں مانا جاتا بلکہ اُسے مادے کا جز یا مادے کی خاصیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مارکسٹوں نے منطق کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک جامد (Static) اور دوسرا ڈیالکٹیک (Dynamic) جامد منطق بودن کے فلسفہ پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ لیکن ڈیالکٹیک کی منطق شدن کے فلسفہ پر منتج ہوتی ہے۔ بودن کے فلسفے میں کمال ہے لیکن شدن میں تکامل جاری ہے۔

تکامل، جبکہ ہر چیز تحول میں ہے نیستی اور ہستی کو ایک دوسرے کے ساتھ ملاتی ہے۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ لیکن یہ فنا دوسرے کیلئے بقا ہوتی ہے۔ ہر کسی کا گھر دوسرے کیلئے گہوارہ ہوتا ہے۔ ہر چیز اپنے وجود کی تصدیق اور انکار کرتی ہے اور پھر یہی انکار انکار کرتی ہے۔ یہ وہی تھیسز انٹی تھیسز اور سن تھیسز ہے۔

مارکسزم دوسرے فلسفے کے پیروں کا نام ہے۔ وہ ان تمام اخلاقی اصولوں کو اقتصادی صورتِ حال کا تابع سمجھتی ہے یہاں تک کہ انقلاب کی کامیابی کے لئے جھوٹ کو اخلاقیات سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں عفت ایک بے معنیٰ لفظ ہے وحشت اور قتل کو انصاف کہتے ہیں۔ لیکن تقویٰ اور انصاف کو انقلاب کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔

مارکسزم میں کسی چیز کو بھی مستقل حیثیت حاصل نہیں لیکن جب پوچھا جاتا ہے کہ ڈیالکٹیک کے اصول متغیر ہیں یا ثابت تو فوراً جواب یا ثابت ہوگا یا متغیر۔ اگر ثابت ہے تو اس کے حق میں کیا دلیل ہے۔ چنانچہ وہ جدلی اصل کو تھیسز انٹی تھیسز اور سن تھیسز کے مراحل سے گزارتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ بات معلوم نہیں ہو جاتی ہے کہ یہ اصول کسی مرحلے میں اثبات تک پہنچا ہے۔ اگر یہ اصول متغیر ہوں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فطرت میں جدلی اصولوں سے پہلے کون سے اصول جاری تھے۔ اور ان اصولوں کی جگہ مستقبل میں کون سے اصول جاری ہوں گے۔ ان دونوں فلسفوں کا ایک واضح فرق یہ بھی ہے کہ دوسرے فلسفے میں انسان مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ انسان کو موجودہ حالات کے علاوہ کسی قسم کی بھلائی کی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ لیکن پہلا فلسفہ انسان کی ڈھارس بندھاتا ہے۔

* * * * * * * * * *

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

اسلامی دنیا کے درخشاں ستارے شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی شہادت کی مناسبت سے

تحریر: تو ریالے

آج افغانستان کے اسلامی مملکت پر غم والم کی گھنگور گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ لوگوں کی آوازیں بھرائی ہوئی ہیں۔ اُن کے چہروں کے رنگ اُڑ گئے ہیں۔ اور اُن کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈبڈبائی ہوئی ہیں۔ ہر سو سیاہ ماتمی پرچم سرنگوں دکھائی دے رہے ہیں۔ اور معاشرے کے تمام طبقات اور اسلام کی عظیم شخصیت اور اسلام کے سپاہی صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی اچانک شہادت پر افسردہ و دل گرفتہ نظر آ رہے ہیں۔

چہ پیدا شوے تا ژړل خلکو خندا کړه
واسے مړ شه چه ته خاندے خلق ژاړی

(جب تو پیدا ہوا۔ تو لوگ ہنس رہے تھے۔ اور تو رو رہا تھا۔ اب اس طرح موت سے ہم آغوش ہو جا۔ کہ لوگ روئیں اور تو ہنستا رہے۔)

یہ اتنا عظیم حادثہ ہے۔ کہ پاکستان کی حدود تک اس کے اثرات محدود نہیں۔ اس حادثے کی وجہ صرف پاکستان کے مومن عوام ہی رنجیدہ خاطر نہیں ہے۔ بلکہ دنیا بھر کے مسلمان اس جانکاہ حادثے کی وجہ سے غمگین ہیں۔ لیکن اس عظیم شخص کی موت پر افغانستان کے مسلمان اور مجاہد عوام سب سے زیادہ خفا ہو چکے ہیں۔ افغانوں کے خیال میں نہ صرف اسلامی دنیا کا ایک روشن ستارہ غروب ہو چکا ہے۔ بلکہ افغان اپنے مقدس جہاد کے ایک شجاع اور جیالے دوست سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔ ایک دوست سے جس نے افغانستان کی تاریخ کے نازک مرحلے پر افغانوں کی طرف محبت اور بھائی چارے کے ہاتھ بڑھائے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ افغانستان کے مسلمان عوام مجاہد اور سرفروش لوگ ہیں۔ یہ عوام اسلام کے اتنے شیدائی ہیں۔ کہ انہوں نے ماضی میں اسلام کی عظمت کے لئے زبردست جدوجہد کی ہے۔ اور بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ اسلام کی روشن تاریخ میں افغانوں نے اتنے قابل قدر کارنامے انجام دیتے ہیں۔ جس پر آج بھی دنیا بھر کے مسلمان فخر کر رہے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی افغانستان کی وہ ممتاز شخصیت تھی۔ جسے دنیا بھر کے مسلمانوں نے بت شکن کے قابل فخر لقب سے یاد کیا اس طرح پانی پت کے میدان میں احمد شاہ ابدالی کی تلوار کی جھنکار آج بھی سنائی دے رہی ہے۔ جو آج بھی ہمیں اسلام کی عظمت کے لئے لڑنے کی نوید سُنا رہی ہے۔ جارح انگریزوں پر غازی محمد اکبر کے جیالے غازیوں کی فتح مسلمانوں کی نئی نسل کو شجاعت اور بہادری کا درس دیتی ہے۔ اب بھی جب انگریز نوجوان تاریخ کی کتابوں افغان غازیوں کے بہادری کے کارنامے پڑھتے ہیں۔ تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے لیکن افغان دوشیزائیں آج بھی نہایت فخر کے ساتھ گودر کے کنارے اس ٹپے کا دمدمہ سناتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ کہ

(اکبر خان غازی په توره۔ وطن رڼا شو پرنګیان په ماتے ځینه

(اکبر خان غازی کی تلوار کی جھنکار کی وجہ سے وطن میں روشنی پھیل گئی۔ اور فرنگی شکست کھا کر بھاگ رہے ہیں۔)

سید جمال الدین افغانی اسلامی دنیا کے درخشاں آسمان کا وہ روشن ستارہ تھا جنہوں نے اپنی اسلامی بصیرت کی روشنی میں نیت میں نسل انسانی کے نئی نسل کی رہنمائی کی اور ان کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں اپنی منزل کا پتہ دیا۔ میوند کا تل و دق صحرا آج بھی غازی محمد ایوب خان کے بہادری اور ان کے جانثار ساتھیوں کی قربانی کا نظارہ پیش کر رہی ہے

کہ یہ میوند کی شہید نشتی
خدا بخبر و لالیہ بی نشی تہ دی شاہد

ترجمہ: (اگر تو میوند میں شہید نہ ہوئے۔ تو خدا گواہ ہے میرے محبوب کہ تمہیں ننگ و عار سے بھرپور زندگی گزارنے کے لئے لایا جا رہا ہے۔) تاریخ ان مختلف مراحل سے ہوتی ہوئی ایک دفعہ پھر افغان امت ایسے مرحلے تک پہنچ گئی۔ کہ اسے اپنے فرائض کی ادائیگی کی خاطر دنیا بھر میں اسلام

پہاڑ ڈھائے۔ جن کی مثال تاریخ انسانی میں ملنی محال ہے لیکن افغانستان کے غیور عوام نے اپنے عظیم رب کی تائید و نصرت سے اپنے قوت ایمانی کے بل بوتے پر اس کافر اور وحشی استبداد کے خلاف زبردست مزاحمت شروع کی۔ اور ایک واحد افغان بھی کمیونسٹ اقتدار کے نتیجہ استبداد کو قبول کرنے پر راضی نہ ہوا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خوشنودی کی خاطر کمیونسٹوں کی غلامی پر موت کو ترجیح دی۔ چنانچہ حق و باطل اور بار و دادو ایمان کے اس تاریخ ساز معرکے کا آغاز ہوا۔ ایک طرف زرہ پوش ٹینک، بھاری توپیں، راکٹ، بمبار طیارے اور تمام جدید سامان حرب سے آراستہ فوجیں تھیں۔ اور دوسری طرف بظاہر بے سروسامان لیکن ایمان کی دولت سے مالا مال جوان، بچے اور سفید ریش بزرگ تھے۔ جو کہ اپنے مقدس دین کے سربلندی اور آزادی کے تحفظ کے لئے میدان میں نکلے تھے۔ فولاد

سید حامد گیلانی کوئٹہ شہر میں صدر ضیاء الحق کی شہادت کے سلسلے میں مجاہدین اور مہاجرین کے ایک بڑے اجتماع میں رنج و غم کا اظہار کر رہے ہیں۔

کی شان و شوکت کو چار چاند لگانے کے لئے کلہاڑیاں اٹھانی پڑیں۔ انہوں نے اسلام کے ازلی دشمنوں، روس کے نمک خوار کمیونسٹوں اور خود روسیوں کے خلاف ایک زبردست مسلح تحریک کا آغاز کیا۔

کمیونسٹ ایجنٹوں نے اپنے خونخوار آقا کے اشارے پر اور ان کے ٹینکوں، توپوں، راکٹوں اور ہوائی جہازوں کی مدد سے افغانستان میں کمیونسٹ راج قائم کرنے کی غرض سے افغانستان کے بے دست و پا عوام پر ظلم و ستم کے ایسے

اور بار و دگوشت پوست کے انسانوں کے سینوں اور سروں کے ساتھ ٹکرائے۔ سر پھوڑ دیئے گئے۔ اور سینے چھلنی کر دیئے گئے۔ افغانستان کی امن پسند اور پاک سرزمین پر خون کی ندیاں رواں ہوگئیں۔ اور ہر سو گوشت پوست کے ٹکڑے بکھر گئے لیکن اس کے باوجود ایمان کی قوت نے شکست نہیں کھائی۔ اور اس تاریخی سرزمین میں اللہ اکبر کی صدائیں بدستور گونجتی رہیں۔

ہنستے بستے گھر، آباد قصبے اور مقدس مساجد خاک کے کھنڈرات اور ڈھیر میں تبدیل ہو گئے۔ لیکن عظیم تاریخ مملکت کے

دشت وجبل، سنگ وخشت اور خار وگل کی زبانوں پر مسلسل تکبیر کی صدائیں جاری تھیں۔ اور اہلِ وطن کے دلوں میں آزادی کی شمع بدستور خندہ زن رہی کمیونسٹ استبداد نے احمد اور محمود کے دیس کو آگ کے شعلوں میں جھونک دیا تھا۔ افغانستان کی مسلمان امت نہایت پامردی سے اس آگ میں جلتی رہی۔ لیکن وہ کسی طرح بھی دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر راضی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

ان نازک گھڑیوں میں ہمارے مسلمان بھائی اور ہمسایہ ملک کے عوام اور اسلامی دنیا کی نامور شخصیت اور اسلام کے ممتاز سپاہی جنرل محمد ضیاء الحق نے ہماری طرف بھائی چارے اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔ اور انہوں نے افغان مہاجرین کو اپنے ملک میں پناہ دی۔

افغان عوام کا جہاد روز بروز آگے بڑھ رہا تھا اور یوں کمیونسٹوں کے ایجنٹوں کی حکومت آہستہ آہستہ اپنے عبرت ناک انجام کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ملتِ ابراہیمؑ نے اپنے ایمان اور عقیدے کے بل پر کریملن کے ایوانوں کو لرزہ براندام کر دیا۔ چنانچہ نہایت خوف وہراس کی وجہ سے اپنی لاتعداد فوج کے ذریعے افغانستان پر چڑھائی کی۔ اس لاڈلے لشکر نے افغانوں کے جذبہ جہاد کے لئے تازیانے کا کام کیا۔ کیوں کہ پہلے تو وہ صرف اپنے دین کی سربلندی کے لئے رہے تھے۔ لیکن اب تو وطن کی آزادی اور دفاع کا مسئلہ بھی پیدا ہوگیا۔ ہرات قندھار، پکتیا، بدخشان غرض کہ افغانستان کے تمام علاقوں کے مسلمان اُٹھ کھڑے ہوگئے۔ اور انہوں نے دشمن کے خلاف مسلح جدوجہد کا آغاز کیا۔ گذشتہ آٹھ سال سے روس کی جارح فوجیں افغانستان کے بے سرسامان لوگوں کے خلاف لڑ رہی ہیں۔ لیکن وہ ابھی تک افغان مجاہدین کے حوصلے پست نہ کر سکی۔ اس کے برعکس افغان عوام کی بے دریغ قربانیوں نے روسیوں کو افغانستان سے بھاگ نکلنے پر مجبور کر دیا۔

افغان عوام نے اپنے سروں کی قربانیاں دے کر جو قابلِ فخر مقام حاصل کیا ہے۔ اس میں ہمارے ساتھ ہمارے پاکستانی مسلمان بھائی برابر کے شریک ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ یہ فخر اور اعزاز اسلام کے سپاہی اور شہیدِ جہادِ افغانستان جنرل محمد ضیاء الحق کو حاصل ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق وہ بہادر اور جری شخصیت تھا۔ جو افغان عوام کی آخری فتح پر یقین رکھتے تھے۔ اور اس فتح کو حاصل کرنے کے لئے وہ کسی قسم کی سازش اور مصلحت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ آخری وقت تک اپنے اس موقف پر ڈٹا رہا۔ یہاں تک کہ اس مقدس راہ میں انہیں جان سے گذرنا پڑا۔ لیکن انہوں نے اسلام کے ساتھ اپنا ازلی رشتہ نہایت سختی کے ساتھ برقرار رکھا۔ اور اس کی خاطر دنیا بھر کی مخالفت مول لی۔ یہ شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق ہی تھے۔ جنہوں نے روسی فوجوں کی چڑھائی کے بعد اسلام آباد میں اسلامی ممالک کے وزراء خارجہ کی کانفرنس بلائی۔ اور پھر اسی ہنگامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"بھائیو! اگر آزاد اور خود مختار ملکوں پر اس قسم کی شرمناک جارحیت کا مقابلہ نہ کیا گیا۔ اور اس قسم کی ننگی جارحیت کو خاموشی کے ساتھ تسلیم کر لیا۔ تو کل دوسرے ممالک کو بھی ایسی صورت حال کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کو بھی ایک دن ایسی ہی صورتِ حال سے دوچار ہونا پڑے گا۔"

"ہم اپنے افغان بھائیوں کے ساتھ اپنی ہمدردی اور خیر خواہی کا بانگِ دہل اعلان کرتے ہیں اور افغانستان سے غیر مشروط طور پر روسی فوجوں کے نکالنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔"

آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک سخت امتحان اور آزمائش سے دوچار کیا ہے۔ یہ امتحان اور آزمائش یہ ہے۔ کہ آیا یہ اسلامی کانفرنس ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ملک پر ایک استعماری طاقت کی جارحیت کا تدارک کرنے کے لئے عملی اقدامات کرے گی۔ یا یہ امت اور اسلامی کانفرنس ایک دوسرے آزاد اور اسلامی مملکت پر اسی طرح کی جارحیت کا انتظار کرے گی۔ ا۔۔۔۔۔ میں خود افغان بھائیوں کو تسلی دیتا ہوں۔ کہ اس عظیم مصیبت اور آزمائش کی گھڑی میں وہ تنہا نہیں ہوں گے۔ بلکہ دنیا بھر کے مسلمان ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ مجھے بھی یقین ہے۔ کہ کوئی طاقت

افغانستان کو فوجی طاقت کے ذریعے زیر نہیں کر سکتی۔" شہید جہادِ افغان صدر جنرل محمد ضیاء الحق کو افغان عوام کی جدوجہد کی کامیابی اور فتح کے متعلق جو پختہ یقین تھا۔ وہ اسلام اور نصرتِ الٰہی پر ان کے اس ایمان کا ثبوت ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ اُن لوگوں کا حامی و ناصر ہے۔ جو اللہ کی خوشنودی اور رضا کے حصول کی خاطر جہاد کرتے ہیں۔ اور اپنے سروں کی قربانی دیتے ہیں چونکہ وہ خود راہ حق کے ایک بہادر سپاہی تھے۔ اس لئے وہ ہر کہیں مسلمانوں اور دنیا والوں کو افغانستان پر روس کی چڑھائی کا احساس دلاتے اور اس طرح وہ افغان مہاجرین کے زخمی دلوں پر اپنی عقیدت اور نیک خواہشات کا مرہم لگاتے رہتے۔

۲۸ مارچ ۱۹۸۸ء کو نامور ناول نگار تصدق حسین نسیم حجازی کی فن و شخصیت پر لکھی گئی کتاب کی تقریبِ رونمائی سے خطاب کرتے ہوئے شہید ضیاء الحق نے کہا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پڑوس میں افغانستان کے غیور مجاہدین اپنے خون سے اسلام اور حریت کی تاریخ کا ایک نیا باب رقم کر رہے ہیں۔"

صدر ضیاء الحق کی شہادت کی مناسبت سے افغان مجاہدین کا ایک تعزیتی اجتماع

آپ نے مزید فرمایا۔

"میری واحد خواہش یہ ہے۔ کہ آج کے ادیب افغان مجاہدین کی جنگ کے واقعات کو اپنی تحریروں کے لئے منتخب کریں۔ اور مجاہدین کی تاریخ ساز جدوجہد اور اُن کی قربانیوں کو اپنی تحریروں کا محور بنائیں۔ بہادر جنرل محمد ضیاء الحق نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہ کتنی افسوس کی بات ہے۔ کہ ہمارے اہلِ قلم سرحد کے اس پار عقاب صفت افغانوں کی بے مثل جدوجہد اور لازوال قربانیوں سے غافل ہیں۔ حالانکہ یہ پاکستان کے دفاع اور سلامتی کا جہاد ہے۔ اور آج کی ساری دنیا اُسے نہایت تعجب کی نظروں سے دیکھ رہی ہے اور اسے ایک معجزہ تصور کرتی ہے۔

انہوں نے اشکبار آنکھوں اور بھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ "خدانخواستہ اگر مجاہدین ناکام ہو گئے۔ تو پھر پاکستان بھی نہیں ہوگا۔ روسیوں کا دوسرا ہدف پاکستان ہے۔ آپ یہ بات جانتے ہیں کہ نہیں۔ کہ افغانوں کی مزاحمت اسلامی دنیا کی ایک زندہ اور لازوال تاریخ ہے"۔ شہید صدر ضیاء الحق نے اپنے ولولہ انگیز خطاب کے آخر میں فرمایا۔

"اگر ہم اور نہیں کر سکتے تو اتنا تو کر سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں دست بدعا ہو کر افغانوں کی فتح اور نصرت کی دعائیں مانگیں"۔ اس طرح انہوں نے ایک ایماندار مسلمان اور افغانوں کے ایک بہادر دوست کی حیثیت سے افغانوں کے جہاد کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے سلسلے میں اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لائے۔ اور آپ کے پائے استقلال میں کبھی کوئی لغزش نہیں آئی۔ موصوف کو افغانستان کی بہادر عوام کی شجاعت، غیرت اور وفاداری پر پکا یقین تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہوں نے غیور افغانوں کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ اور انہیں اس بات کا ادراک حاصل تھا کہ جو کوئی ان لوگوں کی طرف محبت اور بھائی چارے کا ہاتھ پھیلائے تو اپنی افغانی روایت کے مطابق یہ لوگ ایسے شخص کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔ اور ان کا نہایت احترام کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ ہمیشہ اپنے عوام سے یہ اپیل کرتے رہتے۔ کہ وہ افغان مہاجرین کے ساتھ محبت، اخوت سے پیش آئیں۔ اور قرونِ اولیٰ کے انصار کی تاریخ کو ایک دفعہ پھر دہرائیں۔

۱۷ر اپریل ۱۹۸۸ء کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اس بہادر جرنیل نے کہا

"ہمیں ہر لحاظ سے اپنے مہاجر بھائیوں کی دیکھ بھال کرنی چاہیئے۔ آج وہ اپنی جدوجہد میں کامیابی کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ آزاد افغانستان کو اپنے ساتھ ہماری مہمان نوازی، ہمدردی، بھائی چارے اور خیر خواہی کی یادیں لے جائیں۔ خبردار یہ ہمارے نہایت معزز مہمان ہیں۔ ہمیں ایسے اجتناب کرنا چاہیے جس سے ان کے دل زخمی ہونے کا خطرہ ہو۔ یہ لوگ جلاوطنی اور غربت کے یہ شب و روز، در بدر کی ٹھوکریں۔ کمیونسٹوں کے مظالم اور تمام مشکلات بھول جائیں گے۔ لیکن آپ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ آپ لوگوں کی ہمدردی بھائی چارے اور اخوت کو کبھی بھی نہ بھلا سکیں گے۔ میں آپ کو مکمل اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ بہت جلد کامیابی و کامرانی کے پھریرے لہراتے ہوئے اپنے آزاد ملک کو واپس چلے جائیں گے۔

آج وہ غیور اور اسلام کی شیدائی شخصیت ہمارے درمیان موجود نہیں۔ لیکن ان کی بہادری، شرافت، دوستی، وفا کی یادیں ہمیشہ کے لئے ہمارے دلوں میں جاگزیں رہیں گی۔ اسی لئے افغانستان کی سرزمین پر فخر کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسلام کے عظیم سپاہی کی حیثیت سے اپنی جان کی قربانی دی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ مرا نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے موت کو شکست دی ہے بقول احمد شاہ ابدالی

په ننګ مړ خوښه مړنه وی
د بې ننګه مرګ جفا د ه
لاس به وانخلم له ننګه
که په ننګ پاتے دنیا د ه
جه سر جار کړی احمد شاهه
د هغه مینه ربنتیا د ه

(جو شخص اپنی عزت پر قربان ہو جائے وہ مرا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس بے غیرت لوگوں کی زندگی اجیرن ہوتی ہے۔ میں کبھی بھی غیرت سے ہاتھ نہیں کھینچوں گا۔ اس لئے

کہ غیرت کی وجہ سے یہ دنیا قائم ہے۔ جو کوئی اپنے سر کی قربانی دے۔ اسی کی محبت حقیقی ہوتی ہے)

جب بھی شہید ضیاء الحق کا نام لیا جاتا ہے۔ تو انسان کی آنکھوں کے سامنے ان کا اچھا سلوک متبسم چہرہ گھوم جاتا ہے شہید ضیاء الحق اسلام کے شیدائیوں کی صف میں روشن ستارہ تھا۔ ان کی زندگی سنہری کارناموں سے عبارت ہے۔ وہ مضبوط عزم اور ناقابل شکست اداروں کا مالک تھا۔ ان کے دل میں اللہ تعالےٰ کے خوف کے سوا کسی اور کا خوف نہیں تھا۔

جب روسی فوجوں نے افغانستان میں جارحیت کی اور اس آزاد اسلامی ملک میں کمیونسٹ حکومت کو تقویت پہنچانے کی کوششیں کرنے لگی۔ تو شہید ضیاء الحق وہ واحد شخصیت تھے۔ جنہوں نے نہایت جرأت کے ساتھ افغانستان کے اسلامی مملکت روسی جارحیت کی سخت مذمت کی۔ دنیا بھر کے سیاسی حلقوں اور مبصروں کا یہ خیال تھا۔ اپنے موقف کی وجہ سے افغان مجاہدین اور صدر ضیاء الحق بین الاقوامی برادری میں تن تنہا رہ جائیں گے لیکن اللہ تعالےٰ ان کو خصوصی رحم سے نوازے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ افغان مجاہدین نے اپنا جہاد خداوند تعالےٰ کی رضا کے حصول کی خاطر شروع کر رکھا تھا۔ اور شہید ضیاء الحق اسلام کے ساتھ اپنی وابستگی اور افغان عوام کے ساتھ بے پناہ محبت کی وجہ سے روسی اس کے راستے میں ایک مضبوط چٹان کی مانند کھڑے ہو گئے انہوں نے صرف خداوند تعالےٰ کی نصرت کی امید پر کفر کو للکارا تھا۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ بھی اُن کو تن تنہا نہیں رہنے دیا۔ اور وہ خداوند تعالیٰ کی تائید و نصرت کی وجہ سے اپنے اس اعلیٰ مقصد کے حصول میں کامیاب ہو گئے۔ صدر ضیاء الحق نے افغان مسئلے کے متعلق جو اصولی موقف اپنایا تھا۔ وہ ساری دنیا کو اپیل کرتا تھا۔ چنانچہ افغان عوام کی بے شمار قربانیوں اور شہید ضیاء الحق کا اپنے موقف پر ثابت قدم رہنے کی وجہ سے روسی افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہو گئے بکیونزم کی تاریخ میں یہ کمیونسٹوں کی پہلی شکست ہے جس سے دنیا بھر کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ مسلمان شخصیتوں میں صدر ضیاء الحق وہ ممتاز شخصیت تھی۔ جو صرف عبادت کی ادائیگی نہیں کیا کرتے تھے بلکہ لوگوں کو بھی یہی ترغیب دیتے تھے۔ اور اس سلسلے میں عملی اقدامات کیا کرتے تھے۔ راولپنڈی میں وزیروں کی رہائش گاہ میں مسجد نہیں تھی۔ آپ نے وہاں کے لوگوں کے مطالبے پر فوراً مسجد قائم کر دی۔ اسی طرح سال رواں کے موسم گرما میں ایک دن جب راولپنڈی سے اسلام آباد آ رہے تھے۔ تو انہوں نے کھنہ پل کے علاقے میں اذان سُنی۔ چنانچہ انہوں نے وہی گاڑی کر کے عام سواریوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ اور اُسی مقام پر مسجد تعمیر کرانے کے احکامات جاری کئے۔ اس مسجد کی تعمیر آج کل جاری ہے۔ اسی طرح رمضان کے مہینے میں مہینہ بھر ان کے گھر سے ایک مسجد کو افطاری بھیجی جاتی۔

وہ نہایت مہمان نواز تھے۔ اور اکثر سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں مقیم مہمانوں کے ساتھ ناشتہ کرتے تھے۔ صدر ضیاء الحق نچلے درجے کے سرکاری ملازمین کی تقریبات اور دعوتوں میں شریک ہونے کو خصوصی اہمیت دیتے تھے۔

ایک دفعہ ان کے ایک بیٹے کی شادی کے موقعہ پر ایک ایک ڈرائیور ایک مہمان خاتون کو لے جانے کے لئے گاڑی لے آیا جب صدر ضیاء الحق نے اُس سے پوچھا تو معلوم ہوا۔ کہ اُس نے روٹی نہیں کھائی تھی۔ چنانچہ فوراً اس کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ وہ مسلح افواج کے ہیڈ کوارٹر کے دفتر میں کام کرنے والے ملازمین کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اگر کسی ملازم کے بیٹے یا بیٹی کی شادی ہوتی تو آپ شادی کی تقریب میں ضرور شرکت کرتے۔ عیدین کے موقع پر ان ملازمین میں نقدی اور دوسری چیزیں تقسیم کیا کرتے۔

شہید صدر ضیاء الحق مطالعے کے بہت شوقین تھے۔ وہ اپنے ملک کے واحد صدر تھے۔ جو اخبارات کے کٹنگ کی بجائے ملک بھر کے اکثر اخبارات کا تفصیلی مطالعہ کرتے۔ اس کے علاوہ وہ مشہور عالمی اخبارات و جرائد کا مطالعہ نہایت غور سے کرتے۔ جن میں نیوز ویک، ٹائمز اور ہندوستان کا سٹیٹمین قابل ذکر ہیں۔ وہ گروہی مفاہمت کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔ وہ پاکستان کے پہلے صدر تھے۔ جنہوں نے

بیرونی دنیا کے اہم اور مستعد صحافیوں کے ساتھ ذاتی مراسم استوار کئے تھے۔ اور اپنی کابینہ میں دو صحافیوں کو جگہ دی تھی۔

بعض عالمی تبصروں کے مطابق صدر ضیاء الحق کو شہادت سے پہلے ہی اُن کو شہید کرنے کے سلسلے میں روس کے منصوبوں اور سازشوں سے آگاہ ہوئے تھے۔ اور انھوں نے اس سلسلے میں اپنے بعض قریبی ساتھیوں سے بات چیت بھی کی تھی۔ اس سلسلے میں دو ماہ قبل صوبہ سرحد سے رپورٹیں موصول ہوئی تھیں۔ جن سے صدر ضیاء الحق کو آگاہ کیا گیا تھا لیکن انہوں نے ان باتوں پر کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ اور کہا "موت اور زندگی خداوند تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے" اُن کو اس بات کا احساس تھا کہ موت آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی ہے۔ اور موت سے اُن کا سامنا ہونے والا ہے۔ لیکن انہوں نے اس بات کو اہمیت نہیں دی اُن کا یہ عقیدہ تھا خداوند تعالےٰ اور ان کی مخلوق کی خدمت کرتے ہوئے شہادت کی موت سے ہمکنار ہونا حیات ابدی ہے۔ شہید صدر ضیاء الحق کو یہ حیات دوام حاصل ہوگیا ہم خداوند تعالےٰ کے دربار میں دست بدعا ہیں۔ کہ خداوند تعالےٰ اُن کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دیدیں۔

آمین

سحر میگفت بلبل باغبان را
دریں گلشن جز نہال غم نگیرد
بہ پیری میرسد خار بیابان
ولی گل چون جوان گردد بمیرد

****

قولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا میں نے حضور اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کچھ لوگ اللہ کے مال میں بغیر حق کے تصرف کرتے ہیں بروز قیامت ان کے لئے آگ ہے۔

(روایت کیا ہے اس کو بخاری نے)

حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضور اقدس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا خیبر کے خمس سے آپؐ نے بنو مطلب کو دیا ہے اور ہم کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ ہم آپؐ کے ساتھ رشتہ داری میں ایک مرتبہ میں ہیں آپؐ نے فرمایا بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی شئی ہیں جبیر نے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد الشمس اور بنو نوفل کے لئے کوئی چیز تقسیم نہیں کی۔

(روایت کیا ہے اس کو بخاری نے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا حضور اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بستی کو تم آؤ اور وہاں ٹھہرو تمہارا حصہ اس میں ہے جو بستی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کریں اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے لیئے ہے

(روایت کیا ہے اس کو مسلم نے)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ہم مال غنیمت سے شہد و انگور کھا لیتے اور اس کو اٹھاتے نہ تھے

(روایت کیا ہے اس کو بخاری نے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ایک آدمی نے رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غلام بطور ہدیہ دیا جس کا نام مدعم تھا ایک دفعہ مدعم حضور اقدس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوا اتار رہا تھا کہ ایک تیر مدعم کو آ لگا اور اس کو قتل کر دیا لوگ کہنے لگے اس کو جنت مبارک ہو حضور اقدس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ چادر جو اس نے خیبر کے دن مال غنیمت تقسیم سے پہلے لی تھی اس پر آگ بن کر شعلہ مار رہی ہے جب لوگوں نے اس بات کو سنا ایک آدمی ایک تسمہ یا دو تسمے حضورؐ کے پاس لایا۔ آپؐ نے فرمایا ایک تسمہ یا دو تسمے آگ سے ہیں

(متفق علیہ)

کمیونسٹوں کے مظالم
اور ان کے مکروہ چہرے

مولوی عبد الواسع

یہ بات واضح ہے۔ کہ کمیونسٹ اور روسی ایجنٹ مسلمان والدین کے بال بچے تھے۔ اور ان سے والدین کو یہ توقع تھی۔ کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اُن کے یہ بچے قوم و ملک اور آنے والی نسلوں کی خدمت کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اسلامی ملک کی تعمیر و ترقی میں مؤثر کردار ادا کریں گے لیکن بدقسمتی سے ہمارے معاشرے کا یہ طبقہ بے دین، اسلام دشمن اور وطن دشمن ثابت ہوا۔ وہ ایسے لوگوں کی سرپرستی میں آئے۔ جو لینن اور مارکس کے غلامی طوق قریب گلو کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ لینن کے ان پیروکاروں نے شاہین بچوں کو خاک بازی کا سبق دے کر انہیں بے دین اور الحاد زدہ بنا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا۔ کہ عقل و ہوش سے عاری ان عناصر نے سب اسلام کے راستے کو خیر باد کہہ کر کمیونزم اور الحاد کے راستے پر چل پڑے۔ اور اس طرح اسلام کی تباہی و بربادی کے سامان کرنے لگے۔ چنانچہ اس پس منظر میں ۱۳۵۷ء میں انقلاب ثور برپا کیا گیا۔ افغانستان کی روشن فضائیں کالی گھٹاؤں کی نذر ہو گئیں۔ الحاد اور مادہ پرستی کے ماحول میں سدھائے گئے انجنیئر کرسی اقتدار پر قابض ہو گئے ان ملحد اور مرتد عناصر نے افغان عوام پر وہ مظالم ڈھائے۔ جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

مثال کے طور پر

۱ - ایک لاکھ سے زائد علماء، روحانی اکابرین اور دوسرے اسلام پسند لوگوں کو زندان کی تاریکیوں میں دھکیل دیا گیا۔ اور اُن کو نہایت وحشتناک سزائیں دیں۔ یہاں تک کہ اُن کی شرم گاہوں کو بجلی کے کرنٹ دیئے جاتے۔ اُن کی آنکھیں اور ناخن نوچے جاتے۔ نہایت فحش قسم کی گالیاں دی جاتی۔ ان لوگوں کو رجعت پسند اور تخریب کاروں کے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔ اور اکثر کو زندہ درگور کر دیا جاتا۔

۲ - ۱۳ لاکھ سے زائد بے گناہ اور بے سروسامان مسلمان عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔

۳ - کم از کم پچیس لاکھ مسلمانوں کو معذور کیا گیا۔ کسی کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں۔ اور کسی کے ہاتھ پاؤں توڑ کر مفلوج بنا دیا گیا۔

۴ - آٹھ لاکھ سے زیادہ عورتیں بیوہ بنا دی گئیں۔

۵ - تیس (۳۰) لاکھ سے زائد بچوں کو سایۂ عاطفت سے محروم کر دیا گیا۔ اور تین ہزار سے زائد گاؤں اور قصبوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا۔

۶ - اسی فی صد لوگوں کی مال و جائداد کو یا تو لوٹ لیا گیا۔ اور یا تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اور اسی تناسب سے مذہبی عبادت گاہوں کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ پچپن لاکھ سے زائد معزز لوگوں کو ظلم و ستم کی وجہ سے دوسرے ملکوں کو ہجرت کرنے

پر مجبور کر دیا گیا۔

۷۔ تیس لاکھ سے زائد مسلمانوں کو اندرونِ افغانستان نقل مکانی پر مجبور کر دیا گیا۔

۸۔ ان میں اکثر لوگ پہاڑوں، جنگلوں اور صحراؤں میں دربدر کی ٹھوکریں کھانے لگے۔

۹۔ کابل کے کمیونسٹ حکومت کے ظالم ماسٹر کارندوں کو جب پندرہ سالہ یا اس سے زائد عمر کے بچے ہاتھ آ جاتے ہیں۔ تو پہلے تو اُن کو گرفتار کر کے مارا پیٹا جاتا ہے۔ اور پوچھ گچھ کے بعد ان کو فوج میں جبری طور پر

ان تمام مسلمانوں سے آخر وہ کون سا جرم عظیم اور گناہ کبیرہ کیا ہے جس کی وجہ سے ان لوگوں کو اتنی سخت تکلیف دی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ الحادی نظام کے منکر ہیں، اور اسلامی نظام چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان دونوں گروہوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ وما نقموا منھم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموات والارض واللہ علیٰ کل شئ شھید۔

ہم یہ بات قارئین کے لئے چھوڑتے ہیں۔ کہ وہ خود فیصلہ کریں۔ کہ بغیر ان کے اتفاق عوام کا جرم کیا ہے۔ وہ کفر و الحاد کا

ملک کا ہر گوشہ دشمن کے اس طرح کے تباہ کن ہتھیاروں سے بھرا پڑا ہے۔

خدمات انجام دینے کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ اور مجاہدین کے مقابلے میں ان کو لڑایا جاتا ہے۔

۱۰۔ ان تمام مسلمانوں نے انتہائی پرسونل بھری کو بڑی بڑی شاہراہوں سڑکوں اور تفریحی مقامات میں بچھا دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ طیاروں سے باغوں۔ کھیتوں۔ قصبوں اور گاؤں پر کھلونا بم برسائے جاتے ہیں۔ جن کی شکلیں مختلف کھلونوں سے ملتی ہیں۔ اس طرح اکثر بچے ان کو کھلونا سمجھ کر ہاتھ لگاتے ہیں۔ اور ہاتھ پاؤں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

نظام نہیں مانتے۔ اور ایک عظیم خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ جس کی خدائی ارض و سما پر قائم ہے اور ذرے ذرے سے باخبر اور واقف ہیں۔ یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ ان ملحدوں کو ضرور سزا دے گا۔ دنیا اور آخرت کی ناکامی ان کا مقدر ہے اور یہ لوگ بھی اصحاب الاخدود کی طرح آخر کار اپنے ہی آگ میں خاکستر ہو گئے۔ جب ان وحشی اور بے قصور لوگوں سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ آپ لوگ یہ مظالم کیوں کرتے ہیں۔ تو یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ ہم اصلاح اور مساوات کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ظالموں اور سرمایہ داروں کو ختم کرنا چاہتے ہیں غریبوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تخریب کاروں کو نیست و

نابود کرتے ہیں اور امن پسند روس کی مدد سے اپنے وطن کو آباد اور خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ ان کے مکروہ چہروں کو اس طرح بے نقاب کرتا ہے۔ فرماتا ہے۔

واذا قیل لھم لاتفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انھم ھم المفسدون ولکن لایشعرون البقرہ۔

اور جب کہا جاتا ہے۔ ان منافقوں سے کہ فساد نہ پھیلاؤ زمین پر۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم اپنی چیزوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ خالص فساد کو پھیلاتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ شعور نہیں رکھتے۔ سلیمان فارسیؓ فرماتا ہے۔ کہ یہ آیت آخری زمانے پر صادق آئے گی۔ چنانچہ یہ آیت افغانستان کے عقل و خرد سے عاری ملحدوں پر غالب آئی۔ اور اپنے فساد کو اصلاح کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو فسادی اور بے شعور کہتا ہے اور حیوانات سے بدتر گردانتا ہے دوسری آیت میں فرماتا ہے۔

ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا ویشھد اللہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل ط واللہ لایحب الفساد۔ ترجمہ (اور بعض لوگ وہ ہیں۔ اور وہ اس کی باتیں آپ کو شک میں مبتلا کرتی ہیں۔ اس مختصر سی زندگی میں اور وہ اللہ کو اس چیز پر گواہ کرتا ہے۔ جو اس کے دل میں ہے۔ حال یہ ہے کہ یہ لوگ جنگ اور دشمنی میں بہت سخت واقع ہوئے ہیں۔ اور جب یہ (اے محمدؐ) آپ سے واپس پلٹتے ہیں۔ اور زمین میں فساد پھیلانے کے لئے سرگرم ہو جاتے ہیں فصلوں کو تباہ کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ حالانکہ خداوند تعالےٰ فساد اور مصیبت پسند نہیں کرتے۔ یہ آیات کریمہ اخنس بن شریف نازل ہوئی ہے۔ لیکن اس کا حکم عام ہے۔ یہ آیات اخنس کے معنوی فرزندوں افغانستان کے ملحدوں پر پوری طرح صادق آتی ہے ان کا کہنا ہے۔ کہ ہم صلح اور قومی مصالحت چاہتے ہیں۔ اور دین اسلام کا احترام کرتے ہیں۔ ہم نے دینی مدارس قائم کئے ہیں۔ ہم نے شؤن اسلامی اور حزب اسلامی بنائی ہے۔ وغیرہ۔ لیکن افغانستان کے مومن عوام سے ان کی دشمنیاں اور مذموم کارنامے پوشیدہ نہیں۔ وہ زمین پر فساد پھیلاتے ہیں۔ فصلوں کو آگ لگاتے ہیں۔ لوگوں کا قتل عام کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے مقدس دین کو تباہ کرتے اور الحادی نظام کو قائم کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اب بھی فساد کو پسند نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ یہ ثابت ہوگا۔ کہ آخر میں یہی لوگ نیست و نابود ہو گئے۔ اللہ نے اُن جیسے مرتد عناصر کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے۔

ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاٰخرۃ واولئک اصحاب النار ھم فیھا خلدون البقرہ۔

اور ہر کوئی جب تم سے پلٹے اور اپنے دین سے اور ایسے حال میں مر جائے۔ کہ وہ کافر ہو۔ ان لوگوں کے سابقہ اعمال ضائع ہو گئے۔ دین اور دنیا میں اور یہ لوگ دوزخ کی آگ کے حق دار ٹھہرے ہیں۔ اور یہ لوگ اس آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹھہریں گے۔ یعنی دین اسلام سے منہ موڑنا کفر کے راستے کو اپنانا۔ اور آخر تک کفر پر قائم رہنا ایسا بُرا رویہ ہے۔ جس کی وجہ سے عمر بھر کے ان کے نیک اعمال رائیگاں چلے جاتے ہیں۔ دنیا میں ان کے جان و مال محفوظ نہیں رہتے۔ ان کے نکاح فسخ ہو جاتے ہیں۔ میراث سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اپنائیت اور قرابت داری کے تمام رشتے منقطع ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کا آخری مقام دوزخ کی آگ ہوتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ اُن مرتدوں اور کافروں کے خلاف جہاد کرنے والوں اور صعوبتیں برداشت کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے۔

"ان الذین آمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم ط" (البقرہ) اولئک رحمۃ

ترجمہ۔ "بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں۔ اور جو ہجرت

کر چکے ہیں۔ اور جہاد کر چکے ہیں۔ خدا کے راستے میں یہی لوگ امید رکھتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کی رحمت کی۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

"من یرتد منکم عن دینہ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ط ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔ (المائدہ)

وہ شخص جو تم سے مرتد ہو جائے اور اپنے دین سے پس بہت جلد اللہ تعالیٰ لائے گا ایک ایسی قوم جن سے اللہ محبت فرماتا ہے۔ اور جو اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ یہ مومنوں پر مہربان ہوں گے۔ اور کافروں پر غالب آئیں گے۔ یہ جہاد کریں گے۔ اللہ کی راہ میں (دین کی ترقی کے لئے) اور یہ لوگ نہیں ڈریں گے لعنت و ملامت سے یہ درجہ بالا اوصاف اللہ کے فضل کا نتیجہ ہے۔ اور یہ ان لوگوں کو عطاء کی جائیں گی۔ جو ارادہ باندھتا ہے) اور اللہ تعالیٰ رحیم ہے۔ باخبر ہے۔"

قرآنِ کریم واضح اور صریح لہجے میں مرتدین کو متنبہ کرتا ہے۔ کہ اگر وہ اسلام سے منکر ہو جائے۔ تو اپنے آپ کو نقصان پہنچا دیں گے۔ ان کے ارتداد کی وجہ سے اسلام کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اللہ تعالےٰ ان مرتدین کے مقابلے کے لئے ایک ایسی قوم بھیجے گی۔ جو اللہ کے ساتھ محبت کرے گی۔ اور اللہ ان لوگوں سے محبت فرمائے گا۔ یہ مسلمانوں پر مہربان ہوں گے۔ اور اللہ کے دشمنوں پر غالب آئیں گے۔

جب چند جاہل افغانستان کی پاک مٹی پر الحاد اور ارتداد کی راہ پر چل پڑے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابل دین سے محبت رکھنے والے ایسے مومنوں کو بھیجا۔ کہ جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے۔ اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور یہ شفیق اور مہربان ہیں مسلمانوں پر۔ اور انہی مرتدین پر غالب ہیں۔ اور یہ صرف اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے جہاد کرتے ہیں۔ تاکہ الحاد اور ارتداد کی باطل قوتیں درمیان سے نکل جائیں۔ اور اس سرزمین پر صرف اللہ کا قانون اور حکم نافذ ہو۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

"وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ۔ (الانفال)

ترجمہ۔" اور لڑو۔ (اے مومنو! ان کفار کے ساتھ) اس وقت تک کہ باقی نہ رہے۔ (فساد زمین پر) اور ہو دین (حکم) خاص اللہ کے لئے۔ اور باقی تمام باطل ادیان فنا ہو جائیں۔" اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فان انتھوا فان اللہ بما یعلمون بصیر (الانفال)

ترجمہ۔" اور منہ موڑ لو ان کے کفر سے اور اسلام لے آؤ۔ بے شک اللہ اُن اعمال کو جو یہ کرتے ہیں۔ خوب دیکھنے والا ہے۔"

قرآنی ارشادات کے پیشِ نظر جہاد کو اس وقت تک جاری رہنا چاہیئے۔ جب تک کہ یہ اسلام کو نہ مان لیں۔ دوسری کوئی سازش اور آزادی ان کے باطل عقیدے کا جواز نہیں رکھتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

"ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ و ھو فی الآخرۃ من الخسرین (آل عمران)

ترجمہ۔" اور جو کوئی چاہے بغیر اسلام کے کوئی اور دین۔ تو اس کے ساتھ وہ نہیں مانا جائے گا۔ حال یہ ہوگا۔ کہ آخرت میں زیان کار (جو اسلام چھوڑنے کے سبب ہمیشہ دوزخ میں رہینگے)

افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جابر

(حصّہ دوم)

الحاج میرزا خان دہلی

۱۳- لیث بن سعدؒ

مصر کے مشہور محدث لیث بن سعدؒ حاکموں کی تعریف کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اور ہمیشہ حق بات کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اُس وقت کے مشہور شاعر عمار بن منصور مصر آئے ان کی آمد پر تمام شہر میں اعلان کیا گیا کہ جامع مسجد میں عمار اپنے

صاحب مضمون

اشعار سنائے گا۔ لوگ جوق در جوق عمار کے اشعار کو سننے کے لئے آرہے تھے۔ اس موقعہ پر عمار نے خلیفہ کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا جسے لوگوں نے بہت پسند کیا۔ اس کے بعد عمار کے پاس دو آدمی آئے اور کہا کہ لیثؒ نے تمہیں یاد کیا ہے۔ چنانچہ عمار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

لیثؒ نے عمار سے پوچھا کہ تم نے مسجد میں کونسی چیز سنائی اس پر عمار بہت خوش ہوا اور اپنا قصیدہ ان کے سامنے سنایا لیثؒ کے چہرے پر غم اندوہ کے آثار نمایاں ہو گئے اور ان کی حالت نہایت غیر ہو گئی۔ اس صورت حال کی وجہ سے عمار حیران ہوا۔ تھوڑی دیر بعد جب لیثؒ کی حالت سنبھل گئی تو دینار سے بھرا ہوا ایک تھیلہ عمار کو دیتے ہوئے کہا۔

"اے عمار! اپنے شعر کو شاہوں کے دربار سے بچاؤ۔ کسی کی تعریف میں قصیدے مت لکھو۔ تمام حمد وثنا صرف خداوند تعالےٰ کے لئے ہے۔ صرف اس کی حمد وثنا بیان کیا کرو۔ اگر تم پیسوں کیلئے قصیدے لکھتے ہو۔ تو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہر سال تمہیں اتنے پیسے بھیجوں گا۔"

عمار پر اس بات نے بہت اثر کیا اور رونے لگا۔ اس نے وعدہ کیا کہ آئندہ وہ کسی کی تعریف نہیں کرے گا۔ جب تک لیثؒ زندہ رہے وہ اپنا وعدہ نبھاتے رہے اور عمار کو

باقاعدگی کے ساتھ دینار سے بھرا ہوا تھیلہ بھیجتے رہے۔

۱۳۔ امام غزالیؒ

بغداد کے حاکماں پر تنقید کرتے ہوئے ایک دفعہ امام غزالیؒ نے فرمایا:

"ہمارے زمانے میں بادشاہوں کا تمام مال یا اس کا اکثر حصہ حرام ہے۔ کوشش کرو کہ تمہاری نظر ان پر پڑے اور ان کی نظر تم پر پڑے۔"

بغداد کے والی کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو حضرت امام غزالیؒ کو دربار میں طلب کیا اور ان سے پوچھ گچھ کی۔ امام غزالیؒ نے نہایت بہادری سے جواب دیا۔

"تمہارے گھوڑے کی گردن سونے کی طوق سے کیونکر نہیں ٹوٹے گی۔ مسلمانوں کی گردن بھوک کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہے۔"

۱۴۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

خلیفہ مقتضیٰ لامراللہ یحییٰ بن سعیر کو بغداد کا قاضی مقرر کیا۔ وہ نہایت ظالم انسان تھا۔ ایک دن شیخ عبدالقادر جیلانی مسجد میں وعظ نصیحت کر رہے تھے۔ اُس وقت میں مسجد میں خلیفہ مقتضیٰ لامراللہ بھی موجود تھا۔ شیخ نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے خلیفہ کو مخاطب کیا اور یحییٰ بن سعیر جیسے ظالم شخص کو قضا کا منصب سونپنے کے فیصلے کی مذمت کی۔ انہوں نے خلیفہ کو کہا:

"اے مقتضیٰ! آپ نے لوگوں پر ایسے لوگ مسلط کئے ہیں۔ جو اظلم الظالمین ہیں۔ کل قیامت کے دن اُس رب کے سامنے جو ارحم الراحمین ہے، کیا جواب دو گے؟"

مقتضیٰ نے جب یہ بات سُنی تو اُس پر لرزہ طاری ہو گیا اور اُسی دن یحییٰ بن سعیر کو اس منصب سے معزول کیا۔

۱۵۔ شیخ جمال الدینؒ

شیخ جمال الدین بخارا کے ایک ممتاز عالم دین تھے ایک دن کاشغر کے جنگل سے گزر رہا تھا جو کہ تاتاریوں کے شکار کے لئے مخصوص تھا۔ اور عام لوگوں کو اس جنگل میں سے گزرنے کی اجازت نہیں تھی۔ تاتاریوں نے جب شیخ کو دیکھا تو فوراً گرفتار کر لیا اور ان کو اپنے سردار کے پاس لے آئے۔ سردار اُس وقت اپنے کتے کو گوشت کھلا رہا تھا۔ اُس نے شیخ کو کہا کہ۔ اے شیخ! تم اچھے ہو یا یہ کتا۔ شیخ نے جواب دیا کہ اگر ایمان کے ساتھ اس جہان سے رخصت ہوا تو میں بہتر ہوں اور اگر میرا سینہ ایمان کی روشنی سے خالی ہو تو یہ کتا مجھ سے بہتر ہے۔

یہ جواب سُن کر تاتاری سردار بہت خوش ہوا اور کہا کہ اب میں ولی عہد ہوں جب میں بادشاہ بن جاؤں تو چلے آؤ۔ میں اسلام قبول کر لوں گا۔

جب شیخ جمال الدین کی وفات کا وقت آپہنچا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ امیر تغلق تیمور کے پاس جاؤ اور اپنا وعدہ یاد دلاؤ۔ شیخ کا فرزند بادشاہ کے دربار گیا لیکن اس سے ملاقات نہ کر سکا۔ چنانچہ اُس نے شاہی محل کے قریب بلند آواز سے صبح کی اذان دی۔ اس پر بادشاہ نیند سے بیدار ہوا۔ شیخ کے بیٹے کو طلب کیا اور نہایت قہر آلودہ لہجے میں اُس سے نیند میں مخل ہونے کا سبب دریافت کیا۔ اس پر شیخ کے بیٹے نے اُسے اپنا وہ پرانا وعدہ یاد دلایا۔ جو اُس نے شیخ جمال الدین کے ساتھ کیا تھا امیر تغلق کو سارا قصہ یاد آیا۔ چنانچہ وہ فوراً مسلمان ہوا۔ اُس کے مسلمان ہونے سے تمام فوجی جرنیل بھی مسلمان ہو گئے سچ ہے کہ کبھی کبھی ایک عالم ربانی کی ایک بات اتنا بڑا کام کر جاتی ہے جو بڑی بڑی فلسفیانہ بحثوں سے ممکن نہیں ہوتا۔

آج حقانی عالموں کے لئے ضروری ہے کہ پہلے خود حق پر عمل کریں اور بعد میں پوری جرأت سے لوگوں کو حق سے آگاہ کریں تاکہ مسلمان اپنی عظمت رفتہ ایک دفعہ پھر حاصل کر سکیں۔

۱۶۔ عزبن عبدالسلامؒ

۶۵۷ھ میں سلطان اسمٰعیل نے مصر کے حاکم نجم الدین بن ایوب کے خوف سے اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر صلیبی جرنیلوں کے ساتھ ایک شرمناک معاہدے پر دستخط کئے اور اس معاہدے کی رو سے اپنے ملک کے متعدد علاقے صلیبیوں کے حوالے کئے۔ یہ ایک بہت بڑی سیاسی خیانت تھی۔ ۶۶۳ھ میں عزبن عبدالسلام کو دمشق کی جامع مسجد کا خطیب مقرر کیا گیا۔ انہوں نے سلطان اسمٰعیل کے خلاف اس شرمناک معاہدے کی بنیاد پر فتویٰ جاری کیا۔ اور منبر پر اسمٰعیل کی سخت مذمت کی۔ سلطان اسمٰعیل کو جب اس صورتِ حال کا علم ہوا تو عزبن عبدالسلام کو فوراً خطابت کے منصب سے معزول کیا اور انہیں گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ سلطان اسمٰعیل جب واپس دمشق آیا تو عزبن عبدالسلام کو قید سے رہائی دلائی۔ لیکن اُن کے نقل وحرکت اور فتویٰ دینے پر پابندی لگائی۔

۱۷۔ ابن تیمیہؒ

۶۹۹ھ میں تاتاری حکمران قازان نے شام پر قبضہ کیا۔ تو ابن تیمیہؒ نے اُسے کہا:

"اے قازان۔ تمہارے آباؤ اجداد کافر تھے۔ لیکن عہد کے بعد انہوں نے اسلامی ممالک پر چڑھائی نہیں کی۔ تم نے اسلام قبول کیا ہے۔ لیکن پھر بھی غداری کے مرتکب ہو رہے ہو۔ تمہارے قول و فعل میں تضاد ہے۔"

بحث کے بعد قازان نے ابن تیمیہ کے وفد کو کھانے کی دعوت دی وفد کے ارکان نے کھانا کھایا لیکن ابن تیمیہؒ نے کھانے کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اس پر قازان نے انہیں کہا کہ آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے ابن تیمیہؒ نے جواب دیا:

"اے بادشاہ۔ میں تمہارا کھانا کیسے کھا سکتا ہوں جو کہ لوگوں کے خون اور مال سے تیار کیا گیا ہے"

قازان نے جب یہ بات سُنی تو پوچھا کہ یہ کونسا ولی ہے۔ میں نے ابھی تک اتنا نڈر اور بیباک آدمی نہیں دیکھا۔ قازان کو جب ابن تیمیہؒ کے فہم و فراست اور علم و فضل کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے انہیں اپنے حق میں دعا مانگنے کے لئے درخواست

یہ نوجوان مجاہد جذبہ حریت کے ساتھ دشوار گذار اور برف پوش پہاڑوں کو عبور کر رہے ہیں

کی۔ ابن تیمیہؒ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور کہا:

"اے خدا! تو جانتا ہے۔ کہ قازان نے تلوار اس لئے نکالی ہے۔ کہ وہ کلمہ پاک کو سربلند رکھے۔ تو ہی ان کا حامی اور ناصر ہو۔ اور ان کو تمام ملکوں کا حاکم بنا دے۔ اور اگر ان کی جنگ فقط ریاکاری، دنیا پرستی اور محض مسلمانوں کی رسوائی کے لئے ہو تو ان کو تباہ و برباد کر دے۔"

ابن تیمیہؒ دعا مانگ رہے تھے اور قازان ہاتھ اٹھائے آمین آمین کہہ رہا تھا۔

۱۸۔ قاضی منذرؒ

اندلس کے امیر عبدالرحمٰن الناصر نے ہسپانیہ میں مدینۃ الزہرہ نامی ایک خوبصورت شہر بسایا۔ اس پر لاکھوں دینار خرچ کئے

قاضی منذرؒ نے جامع مسجد میں اپنے خطبے کے دوران ایسی فضول خرچی کی سخت مذمت کی۔ اور بادشاہ کو مورد الزام ٹھہرایا اگرچہ بادشاہ پر قاضی کے تقریر کا کافی اثر ہوا مگر پھر بھی ان کے باغی نفس نے اس بے باک تنقید کو برداشت نہیں کیا۔ اور قسم اٹھائی کہ وہ آئندہ اس کی امامت میں نماز نہیں پڑھیں گے۔

عبدالرحمٰن نے اپنی تشویش کو ختم کرنے کے لئے انتخابات کا اعلان کیا۔ کہ مدینۃ الزھرہ کے بارے میں اپنی اپنی رائے دی جائے۔ قاضی منذر کو بھی بلایا گیا۔ عبدالرحمٰن تقریر کے لئے اٹھ گئے۔ انہوں نے کہا۔

"اے معززین اندلس شہر اور میرے عزیزو!
کہو کیا مجھ سے پہلے مدینۃ الزھرہ جیسے کارنامہ
کسی نے انجام دیا ہے۔"

تمام حاضرین نے بیک وقت یک زبان ہو کر کہا۔

"نہیں کبھی نہیں" امیرالمومنین اس کام کوئی
ثانی نہیں رکھتے۔"

عبدالرحمٰن یہ سُن کر بہت خوش اور مغرور ہوا۔ قاضی منذر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔

"جناب اس عمارت کے بارے میں آپ کا
کیا خیال ہے؟

اِس بات کو سن کر قاضی منذر کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ تمام مجلس پر سکوت طاری ہو گیا۔ قاضی منذر نے کہا۔

"اے امیرالمومنین میں نے ہمیشہ آپکی بھلائی
چاہی ہے۔ میرے یہ وہم و گمان میں بھی نہ
تھا۔ کہ اتنی جلدی آپ کو شیطان دھوکہ دے
گا۔ حسن خلق میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ مگر
افسوس کہ اب کفر کے دھانے پر پہنچ گئے ہیں
یہ دنیا بڑی بے وفا اور دھوکہ دینے والی ہے
خبردار اس پر دھوکہ نہ ہو۔ آپ کی پرانی تاریخ
تمہارے اچھے اچھے کارناموں سے بھری پڑی ہے
اس کام کے ساتھ اپنے خدا کو ناراض نہ کر اور نہ
اپنا سابقہ مثالی ریکارڈ کو مسخ کر۔"

عبدالرحمٰن ناصر کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ لوگ حیران تھے۔ اس کے بعد ایک سپاہی بڑی چالاکی کے ساتھ آرہا تھا۔ قاضی منذر سپاہی کو دیکھ کر کہنے لگے۔ لگتا ہے۔ امیر عبدالرحمٰن پھر شیطان کے نرغے میں آگئے۔ اور یہ سپاہی مجھے گرفتار کرنے کے لئے آیا ہے سپاہی نے کہا۔ میں آپ کو یہ خوشخبری سنانے آیا ہوں کہ ناصر نے مسجد کا گنبد گرادیا ہے۔ تمام سرخ و سفید کو نکالا ہے اور تمام مجسموں کو اکھاڑ کر معمولی سامان لگانے کا حکم دیا ہے۔

۱۹:- عاقل قاضی

ھسپانیہ کے بادشاہ حکم بن ہشام نے ۲۷ سال تک حکومت کی۔ ایک بار وہ ایک اعلیٰ عمارت بنانے کی فکر میں مبتلا ہوا۔ عمارت کے لئے جس جگہ کا انتخاب کیا گیا۔ ان میں کچھ زمین ایک بیوہ عورت کی بھی تھی۔ بادشاہ نے قیمت پر زمین مانگی۔ مگر بیوہ راضی نہ ہوئی۔ آخرکار بادشاہ نے زبردستی زمین پر قبضہ کر کے عمارت اور باغیچے بنائے۔

بیوہ قاضی کے پاس چلی گئی۔ کہ میں ایک غریب اور لاچار بیوہ ہوں۔ میرا مقابلہ بادشاہ کے ساتھ ہے۔ اس لئے مجھے انصاف کی کوئی توقع نہیں۔ مگر پھر بھی آپ کا کام انصاف کرانا ہے۔ یہ سُن کر قاضی سوچنے لگا۔ کہ وہ اس سرکش بادشاہ کے ساتھ اس موضوع پر کیسے بات کرے گا؟

ایک دن قاضی ایک گدھے کے ساتھ بادشاہ کے نئے محل کے باغ میں داخل ہو گیا۔ بادشاہ اس وقت چہل قدمی کر رہے تھے۔ قاضی ان کے قریب جا کر کہنے لگا۔ عالی جناب اگر اجازت ہو تو میں اس باغ سے ایک بوری مٹی لے جاؤں۔ بادشاہ نے اجازت دے دی۔ جب قاضی نے بوری بھر لی پھر بادشاہ سے کہا۔ گستاخی معاف۔ اس بوری کو ذرا گدھے پر لدوادیں بادشاہ سادگی سے مسکرانے لگا۔ اور بوری اٹھانے کے

لئے گدھے کے قریب جانے لگا۔ بوری اتنی بھاری تھی کہ وہ دونوں ان کو نہیں اٹھا سکتے تھے۔ قاضی نے اس موقعہ پر بادشاہ سے کہا۔ ابھی آپ صرف ایک بوری دوسرے کی مدد سے گدھے کو نہیں اٹھا سکتے۔ قیامت کے دن ایک بیوہ کی زمین کا بوجھ کس طرح اٹھائیں گے؟ قاضی کی یہ بات سن کر بادشاہ پر لرزہ طاری ہوگیا۔ آخرکار قاضی کو آفرین کہہ کر محل اور باغ بیوہ کے حوالے کر دیا۔

خلاصہ

رحمتِ خداوندی ان لوگوں پر نازل ہوتی ہے۔ جو حق کی تابعداری کرتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو نفس، حرص، قدرت طلبی، جھوٹ، تکبر، عیاشی اور بے دینی کے پیروکار ہوں روز بروز تباہی کے کنارے پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو انسان حیوان نظر آتے ہیں۔ عالم اور دیندار شخصیتیں ان کی نظروں میں احمق نظر آتی ہیں غریب لوگ تو انہیں نظر ہی نہیں آتے۔ روزِ قیامت اور آخرت ان کو مذاق لگتا ہے۔ احتساب کے عمل کو خاطر میں نہیں لاتے۔ بس یہ لوگ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے، کہ ہمیشہ ہم ہوں گے اور یہ مزے ہوں گے۔ درحقیقت یہ لوگ سخت غلطی پر ہوتے ہیں۔ جس کا نتیجہ حتماً غلط ہے۔ مثلاً

نور محمد ترہ کی اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنے کے لئے کفر اور الحاد کا راستہ اپنایا اور حورا (Hurra) کے نعروں پر کابل میں طوفان برپا کر دیا۔ ہر شہر کی ایک ایک دیوار پر کفر اور الحاد کے جھنڈے لگائے۔ اس طرح ترہ کی کی تصویریں ہر جگہ پر اویزاں ہوئی۔ ترہ کی حفیظ الامین کی تعریف کرتے تھے۔ اور ان کو محبت سے وفادار شاگرد کہا کرتے تھے۔ کبھی ان کو ثور کے آٹھویں فاجعہ قھرمان کمانڈر کا لقب دیتے۔ اور حفیظ الآمین ترہ کی کو عظیم سمجھتے۔ الغرض یہ دونوں حضرات روسی غلامی پر بڑے مخلص تھے۔ فاجعہ کو برگشت ناپذیرہ گردانتے۔ اپنے آقاؤں پر کافی مطمئن تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بے خبر تھے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ مسلمان اب کافی بیدار ہیں اور اب وہ روٹی، کپڑا اور مکان پر دھوکہ نہیں کھائیں گے۔ بلکہ مقابلے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ نور محمد ترہ کی، حفیظ اللہ امین اور ان کے خائن اور ملحد دوست جو کفر، الحاد، خباثت، چوری، قتل عام، تکبر، شراب خوری اور فحاشی میں برابر کے شریک تھے غریب اور مسلمان ملت کی ناجائز طریقے سے خون ریزی کی۔ عزت دار لوگوں کی عزتیں لوٹ لی۔ اور عیش وعشرت کے لئے جرمن اور امریکہ کی قیمتی موٹریں خریدی۔ ملک میں عیاشی اور فحاشی کا بازار گرم کیا۔ اور یہ لوگ شہر کے گلی کوچوں میں خنزیروں کی طرح پھیرتے تھے عوام ان سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آخر ان کے برے کارتوتوں کے پیمانے لبریز ہوگئے۔ ہر ایک دن ان کے لئے مصیبت کا پیغام لاتی۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب ان پر نازل ہونا شروع ہوئے خلقی اور پرچمی قبر کے کیڑوں کی طرح آپس میں گتھم گتھا ہوئے۔ وفادار شاگرد حفیظ الامین بے وفا ہوا۔ عظیم نور محمد ترہ کی ذلیل ہوگیا اور بہت بے عزتی کے ساتھ اپنے وفادار شاگرد نے ان کو ٹھکانے لگا دیا۔

حفیظ اللہ الامین جو ہمیشہ بین القوامی نعرے لگا رہے تھے اور روسیوں کو اپنے حقیقی دوست سمجھتے تھے۔ ان ہی کی ہاتھوں جہنم کے گندھے میں گرے وہ لوگ جو ان کے اقتدار پر نازاں تھے اور فخر کیا کرتے تھے۔ آج ان میں سے کوئی پھانسی کے تختے پر پہنچ گئے اور کوئی جیل کی تاریک کوٹھیوں میں بند دیوان ہوگئے۔ اسی طرح یہ لوگ اپنے آقاؤں کے ہمدردیوں سے محروم ہوکر خوار و ذلیل ہوگئے۔

ببرک اور نجیب بھی ان کی راہ پر چل رہے ہیں۔ برژنیف، اندروف اور چرنینکو محکومیت کا بوجھ لے کر جہنم پہنچ گئے۔ ابھی گورباچوف کو ان سے سخت نفرت ہے۔ اور اپنے پیشروؤں کے منصوبوں پر سخت اعتراض کرتا ہے۔ ابھی دیندار غریب، مجاہد اور مسلمان ملت کی دانشمندی ثابت ہوگئی۔ یہ لوگ بے وقوف نہ تھے۔ جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی غیبی

امداد کی۔ اور دنیا کے ایک شیطانی قوت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ آج یہی ملحدین کتنی عیاری سے اپنے منصوبوں کو وضع کرتے ہیں۔ مگر افغانستان کے مسلمان اور مجاہد ملت اور تمام اسلامی ممالک ان کی عیاریوں سے دھوکہ نہیں کھا سکتے۔ کیونکہ وہ اسلام کے دوستوں اور دشمنوں میں اچھی طرح تمیز کر سکتے ہیں۔

یہ ان لوگوں کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کے غلام تھے جو حق سننے کا حوصلہ اور ہمت نہیں رکھتے تھے۔

ہر کوئی جو کسی نام پر بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے روگردانی کریں اور اپنی نفس اور شیطان کی غلامی قبول کریں۔ اور مسلمانوں کے حقوق کو پامال کریں۔ تکبر اور ظلم کو اپنا پیشہ بنائیں۔ اور کفاروں کے ایجنٹ بن جائیں تو ایسے لوگ اسلام اور مسلمانوں کے غم میں نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کا مرکزی نقطہ نظر اقتدار پر قبضہ کرنا ہوتا ہے۔ اور دھوکے پر مسلمانوں کے مال پر عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے حساب کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو ایسے لوگوں کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو جائیں گے اور آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں۔

نور محمد تره کی، حفیظ اللہ امین اور ان کے اور دوستوں کی بے عزتی تمام بشریت کے لئے عبرت کا ایک عظیم درس ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مجاہد، مہاجر اور مسلمان بھائیوں کو یہ توفیق دے کہ ایک دزہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے انحراف نہ کریں۔

(آمین ثم آمین)

.....

مسئلہ افغان طرز حکومت کا

س۔م

دنیا کے ایک عظیم سپر پاور نے ایک گمنام سی پسماندہ خطے کے غریب اور نہتے عوام سے ذلت آمیز شکست کھائی۔ گذشتہ آٹھ سالوں میں اپنی تمام تر قوت بڑئے کار لانے کے باوجود بری طرح ناکام رہا۔ اسکی وہی خونی سرخ سیلاب کی موجیں جو خلیج کے لطف میں کراچی کی طرف بڑھنے والی تھیں افغان کہساروں میں مجاہدین نے جھاگ بنا کر بٹھا دیئے۔ خانقاہوں اور مساجد کے منبر و محراب سے صدائے حق کی گونج سے الجہاد الجہاد کے پُرشور صدائے بازگشت نے افغان ملت کو روس کے لئے ایک خطرناک چیلنج بنا کر ثابت کر دیا۔ کہ مسلمان اگر تسبیح ہاتھ میں لے کر خانقاں کو گرما سکتا ہے تو میدان کارزار میں بھی سربلندی کے ساتھ فخریہ انداز میں باطل کو للکار بھی سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چاروں طرف سے ناکامی کے بعد روس نے پینترا بدل کر "ملی آشتی" یعنی قومی مصالحت کا پروپیگنڈہ کر کے مجاہدین کو حکومت کا لالچ دیا۔ لیکن مجاہدین نے فوراً حقارت سے اُسے مسترد کر کے کٹھ پتلی انتظامیہ سے مذاکرات کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ ہم اقتدار دولت یا کرسی کے بھوکے نہیں ہماری تمام تر جدوجہد رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اسلامی انقلاب کو کامیاب بنانا ہے۔ روس میدان جنگ میں ہارنے کے بعد اب "سفارتی محاذ" پر سرد جنگ کا آغاز کر دیا اور مخلوط حکومت کا پروپیگنڈا تیز تر کر دیا۔ اپنی کٹھ پتلی انتظامیہ کے ساتھ مجاہدین کو شمولیت کی دعوت دی تاکہ میدان جنگ کی ہاری ہوئی جنگ مذاکرات کے ٹیبل پر جیت سکے۔ لیکن مجاہدین نے اس کوشش کو بھی سردست ناکام بنا دیا۔ مجاہدین نے پھر کھلم کھلا اعلان کیا کہ مخلوط حکومت تاریخی اعتبار سے روس کا پرانا حربہ ہے۔ جس کا نتیجہ ہر حال میں مکمل روسی تسلط کی شکل میں ہمیشہ نکلتا ہے

مشرقی یورپ اور وسطِ ایشیا کی ریاستوں کا شکار بھی روس نے اسی حربوں سے کیا تھا۔

حال ہی میں سات جماعتی مجاہدین اتحاد کے ممتاز سربراہ پیر سید احمد شاہ گیلانی نے واضح الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ کمیونسٹ ٹولے سے کسی قسم کا تعاون ہمارے لئے ممکن نہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ روسی اغلاء کے بعد افغان عوام کے استصوابِ رائے سے حکومت قائم کی جائے گی۔ نہ کہ روسی مشوروں اور اشاروں پر۔

طرزِ حکومت کی ایک صورت سابق شاہ ظاہر شاہ کے نام سے نکل آئی۔ لیکن مجاہدین میں ان پر اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ طرزِ حکومت کے بارے میں ایک اور تجویز جس کا آجکل بے حد چرچہ ہے، وہ ہے فن لینڈ جیسا نظامِ حکومت۔

حال ہی میں ایک مغربی سفیر نے روس وزارت خارجہ کے ایک اعلیٰ عہدیدار سے جب سوال کیا۔ کہ سویٹ یونین افغان مسئلہ کس نمونے پر حل کرنا چاہتا ہے؟ تو انہوں نے ایک لفظ میں جواب دیا کہ "فن لینڈ"

تو آیئے قارئین — اول فن لینڈ کا تاریخی جائزہ لیں۔ اور پھر روسی ارادوں سے باخبر ہو کر فیصلہ کریں۔

ابتداء میں فن لینڈ روس کا ایک خود مختار حصّہ تھا۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس کے دوران انہوں نے خود مختاری کا اعلان کر دیا لیکن خونی انقلاب جب مستحکم ہو گیا تو لینن نے فوراً وعدہ توڑتے ہوئے فن لینڈ کو دوبارہ حاصل کرنا چاہا۔ ۱۹۳۹ء میں فن لینڈ پر سرخ فوج نے یلغار کر دی۔ جس کو "جنگ سرما" کہتے تھے۔ یہ وہ دور تھا جب نازی افواج اور روس میں ایک معاہدہ ہو چکا تھا، فن لینڈ شکست سے دوچار ہوا۔ نتیجتاً فن لینڈ کو مارچ ۱۹۴۰ء میں اپنا ۱۶۱۷۰ مربع میل علاقہ روس کے حوالے کرنا پڑا۔ ۱۹۴۱ء میں انتقاماً فن لینڈ جرمنی سے مل گیا تو روس نے اس کے ساتھ ایک

ضلع لغمان کی حسین وادیوں میں دلیر مجاہد پہرہ دے رہے ہیں۔

معاہدہ کیا۔ پھر ۱۹۴۴ء میں ایک اور معاہدہ ہوا۔ اور پھر ہیلسنکی میں ایک اور معاہدہ امن ہوا۔ جس میں فن لینڈ نے اپنی مزید ۱۲٪ علاقہ روسی سرخوں کو دینا پڑا۔ علاوہ ازیں ۵۷۰ ملین ڈالر کا تاوانِ جنگ بھی ادا کیا گیا۔

اپریل ۱۹۴۸ء میں روس کا چند ممالک سے معاہدۂ دوستی ہوا۔ جس میں فن لینڈ بھی شامل تھا۔ اس معاہدے میں ۱۹۵۵ء اور ۱۹۷۰ء اور پھر ۱۹۸۳ء میں بیس سالہ توسیع کی گئی۔ روس نے اس معاہدے میں فن لینڈ کو بہت محدود قسم کی آزادی دی۔ اور اپنے اڈوں کے

لئے فن لینڈ کی سرزمین استعمال کرنے کی "حق واری" کی سند بھی حاصل کرلی۔

اس تاریخی پس منظر سے افغانستان اور فن لینڈ کے کیس میں مندرجہ ذیل امتیازات نظر آتے ہیں،

۱۔ فن لینڈ نے جرمنی کے ساتھ مل کر روس پر حملہ کیا تھا اور شکست کھانے کے بعد روسی شرائط پر معاہدہ کیا تھا۔ اپنا علاقہ اور تاوانِ جنگ روس کو ادا کیا۔

۲۔ اس سے قبل روس نے فن لینڈ پر حملہ کیا تھا اور پسپائی کے بعد روسی شرائط پر آزادی بچائی تھی۔

۳۔ دوسری جنگ عظیم کے موقع پر جرمنی کے حملے کے خطرے کے پیش نظر فن لینڈ سرزمین کو استعمال کرنے کیلئے روس نے حملہ کیا تھا۔

اب جہاں تک افغانستان کا تعلق ہے تو روس کو دیرینہ حریف قوت امریکہ سے کوئی خطرہ نہیں۔ امریکہ یا برطانیہ یا چین، براہِ راست اپنی سرزمین سے روس کے کسی بھی حصّے کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔ آجکل سائنسی دور میں فوج کشی کا رواج ختم ہوچکا ہے۔ بلکہ دور بیٹھ کر دوسرے ممالک میں مداخلت اور جنگ و جدل پیدا کرتا ہے۔ پھر روس کو افغانستان سے خوف کیا تھا۔ وہ تو ابتداء سے اس کا ہمنوا و وفادار تھا۔ کسی حریف قوت سے ملنا اس کے لئے ناممکن تھا۔ جس سے روس کو مشکلات پیش آسکتی تھیں۔ سب سے بڑا اور آخری فرق یہ کہ فن لینڈ اور روس میں باقاعدہ جنگ ہوئی۔ جس میں ایک کو شکست ہوئی اور شکست خوردہ نے غالب کی تمام شرائط پر صلح کرکے اپنے ملک کو بچالیا۔ اب افغانستان میں مسلسل کئی سالوں سے جنگ کی شدت روس کم نہ کرسکا بلکہ روز افزوں بھڑک رہی ہے۔ مجاہدین غالب ہو رہے ہیں اور سرخ فوج گھٹنے ٹیک رہی ہے۔

لہٰذا اب شکست خوردہ فریق کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنی شرائط پر صلح کرلے۔ صلح تو تب ہوگی جب مجاہدین کی تمام شرائط مکمل مان لی جائیں افغانستان کو تاوانِ جنگ بھی ادا کریں۔ ان حالات میں مجاہدین کی یہ خوب صورت اور دل لگی کی بات اچھی ہے۔ کہ روسی بس چلے جائیں۔ ہم تاوانِ جنگ بھی نہیں مانگتے۔ ہم اپنے معاملات خود نمٹائیں گے۔ ہمیں روس کی اب کوئی مدد نہیں چاہیئے۔

اب مجاہدین کی طرزِ حکومت پر ایک نظر ڈالیئے۔

مجاہدین اصولی موقف یہ رکھتے ہیں کہ روسی فوج کی واپسی اور کمیونسٹ حکومت سے کوئی سودے بازی نہیں ہوسکتی۔ کمیونسٹ حکومت کے متبادل وہ اس طرح پیش کرتے ہیں۔ کہ افغان مجاہدین کی چھوٹی بڑی تمام تنظیموں کا مشترکہ شوریٰ کا عمل اور اس کے ذریعے صدر اور وزیراعظم کا تعین۔ جو افغانستان کا نظم و نسق سنبھالے گی۔ یہ جمہوری اور آزادانہ طریقہ کار ہے جس میں کسی غیر ملکی طاقت کو دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ افغان ملت خود اپنے معاملات سلجھا سکتی ہے۔ روس، امریکہ یا پاکستان کو اسمیں مداخلت کا کوئی حق حاصل نہیں۔ جہاں تک روسی انخلاء کے بعد افغانستان میں غیر ملکی مداخلت کا خطرہ ہے تو یہ محض غلطی اور مفروضہ ہے۔ یہ اپنی جارحیت کو ایک بہانہ مہیا کرنے کے مترادف ہے۔ افغانستان میں نہ پہلے غیر ملکی مداخلت تھی نہ اب ہے۔ بلکہ ابتداء ہی سے روس کی گود میں پڑا رہا تھا۔

اِس ضمن میں روس سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا روس کے گرد و پیش کوئی حکومت اسکی مخالف ہے؟ کیا ایرانی حکومت سے اس کے اختلافات نہیں؟ کیا چین اس کے مخالف نہیں؟ اگر ان مخالف قوتوں نے اس کا کچھ نہیں بگاڑا تو کیا افغانستان ہی ایسی عالی طاقت تھی جس سے روس کو خطرہ درپیش تھا۔؟ مجاہدین اتحاد کے سپریم کونسل کے چیئرمین جناب پیر سید احمد شاہ گیلانی صاحب نے اس ضمن میں کہا ہے کہ افغانستان پر مسلمان عوام کی حکومت ہوگی۔ نجیب اگر آج اس لئے آئینی حکومت، لویہ جرگہ، اور انتخابات کا ڈھونگ رچا رہا ہے کہ افغان مجاہدین اس کے ساتھ مخلوط حکومت پر راضی ہوجائیں۔ تو یہ اسکی بھول ہے۔ ایسا قطعی ممکن نہیں کیونکہ یہ تاریخی قربانیاں جس عظیم مقصد کے لئے دی گئی ہیں ـــ وہ ہے افغانستان میں آزاد اسلامی حکومت کا احیاء ـــ!!

(ختم شد)

مقتلِ افغانستان

سمیع اللہ مٹہ مغل خیل

رک جاؤ! سرخ لٹیرو
سنو! غریبوں کے سرپرستو
سنو! محبت کے فاختاؤں کے رہنماؤ
لہو میں ڈوبی اُجاڑ صبحیں
بموں سے مٹتی مہکتی شامیں
تمہاری اندھی قیادتوں کی تمنگری کا
بنی ہیں آئینہ شقاوت
تم اس میں اپنی مہیب چہروں
درندہ آنکھوں کا
رقصِ ابلیس دیکھنے کو جھکے ہوئے ہو
ہیں قہقہہ زن تمہارے اندر کی وحشتوں کے لیڑے ساحر

لیکن یہ وادی صداقتوں کی پیامبر تھی
جیالے افغان شجاعتوں کے چراغ ہر سو جلا رہے تھے۔
سہاگنوں کے حسین نغموں سے
پتھروں میں بھی جھومتی ڈھرکنوں کی آواز بس گئی تھی
حسین معصوم اُجلے بچے
چمکتی پگڈنڈیوں پہ
بے فکر مسکراہٹ کے پھول ہر سو سجا رہے تھے۔
الاؤ کے گرد بوڑھے
ماضی کی سرفروشی کی داستانیں سنا رہے تھے۔

مگر تمہاری انا نیت کے سیاہ درندوں
تمہاری اندھی ہوس کے بے رحم سرخ بھیڑیوں نے
حسین وادی کی پاکبازی کے ضامن کو
کہیں تو بارود کے دھماکوں سے
بے زبان بن کے زندہ رہنے کا مژدۂ جانگسل سنایا
کہیں کیا تار تار دامانِ رزمگاراں
بہت سی ماؤں کی کوکھ کالے دھوئیں سے بھر دی
بہت سے بہنوں کی عصمتیں اب
حصارِ ظلم و ستم میں سبل بنی ہوتی ہیں۔
ہزاروں آنگن اُجڑ کے کھنڈرات بن چکے ہیں
یہ وادیاں نے افغان پہلے بھی
غاصبوں کے لئے پیامِ اجل بنی تھی
یہ اب بھی
مقتل کے خون میں ڈوبے ہر ایک ذرّے کو
حریت کی زبان دے گی
سنو! غریبوں کے غم گسارو!
سنو! غریبوں کے پاسدارو
لہو افغان شہیدوں کا اک نہ اک دن
تمہاری ناپاک سازشوں کو شکست دے گا۔
انشاءاللہ - انشاءاللہ

جنت اور اس کی بعض نعمتیں

تحریر: کوکب

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا ہے اور اُسے عقل جیسی نعمت سے نوازا ہے اور اسی عقل کے سبب اُسے مکلف بنا دیا۔ تو فرمانبرداروں اور تسلیم و رضا کے پیکروں کے مکانات کیلئے جنت اور سرکشوں اور گناہگاروں کے مجازات کی خاطر دوزخ کو پیدا کیا۔ جبکہ یہ دونوں اب بھی موجود ہیں۔ لیکن انسانی نظر کی قدرت اور وسعت سے باہر اور غائب۔ اور یہ سب اسی لئے ہے کہ اجر و ثواب کے لائق وہ اہل ایمان جو کہ ان دیکھی شے پر محض عقل و فکر کے وسیلے سے علامات کے پیش نظر قائم ہوا ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّ الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ و اجر کبیر۔

ترجمہ:۔ "بے شک وہ لوگ جو کہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے غائبانہ طور پر۔ ہے ان کے لئے بخشش گناہوں سے اور بہت بڑا اجر۔"

یعنی اللہ تعالیٰ انہیں دوزخ کے سخت عذاب سے نجات اور جنت میں اُنہیں نعمتوں سے نوازے گا۔ جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں۔ جس کا کوئی ثانی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ العین ط جزآء بما کانو یعملون۔

ترجمہ:۔ پس نہیں جانتا کوئی نفس ان نعمتوں کو، جو کہ مخفی رکھی گئی ہیں۔ اُس کے لئے۔"

مجاہد کمانڈر ضلع پیشین میں جہاد کی کارروائی کے بعد جنگی تباہ کاریوں کا جائزہ لے رہے ہیں۔

اور ایک روایت کے ساتھ (وہ نعمتیں جو چھپا تا ہوں میں ان کیلئے) جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سبب ہیں۔ یہ ہوگا ان کے لئے اجر ان اعمال کے بدلے میں جو یہ دنیا میں کرتے آئے ہیں۔"

یہاں آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد راحت و سکون خوشحالی اور کامیابی ہے، جیسا کہ رسولؐ پاک نے فرمایا۔

قرۃ العین الصلوٰۃ ؛ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یعنی میرے دل کی خوشی اور راحت نماز کے ساتھ ہے۔ اسی طرح فقہہ کہتے ہیں کہ:

" ہر مسلمان کے لئے اذان میں اشھد ان محمد رسول اللہ سننے کے ساتھ مستحب ہے، کہ وہ اپنی انگلیوں کے پوروں کو اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے۔

" قرۃ عینی بک یا رسولؐ اللہ "

یعنی میرے دل اور آنکھوں کی راحت اور خوشی آپ کے دیکھنے سے وابستہ ہے یا رسولؐ اللہ "

اور اعمال کی قبولیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوتی ہے سو یہ جزآء بما کانو یعملون (مندرجہ بالا آیات کا آخری حصہ) اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے :

لا یدخل احدکم الجنۃ بعملہ "

"کوئی نہیں داخل ہوگا جنت میں اپنے اعمال کے ساتھ۔"

کیونکہ یہ نیک عمل بھی خدا کی ایک نعمت ہے، جسے بخش دے اُسے شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اور اُس پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے اور پھر یہ کہ اعمال کی قبولیت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر منحصر ہے اس لئے چاہیئے یہ کہ مسلمان ہمیشہ خوفِ خدا اور اس کی رحمتوں کی اُمید دل میں لئے رکھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

" الایمان بین الخوف والرجاء "

"ایمان خوف اور اُمید کی درمیانی حالت کا نام ہے"

اور اسی طرح کے عقیدے کے بعد اپنے نیک اعمال کے لئے آخری دم تک پوری کوشش کرے اور اپنے آپ کو اس سے کبھی غافل اور بے پرواہ نہ سمجھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پاک کو جو کہ مخلوقات میں بہترین ہیں، فرمایا :

" واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین "

" اور تم عبادت اپنے رب کی کرو۔ اُس وقت تک حتیٰ کہ تمہیں موت آجائے۔ "

تو ہم عاجز اور گناہگار بندے کس فضلیت کی بنیاد پر اپنے آپ کو عبادت سے مبرا سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وسارعوا الیٰ مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السمٰوت والارض اعدت للمتقین ٥

(قرأت کی رو سے اکثر صحابہ کرامؓ کے نزدیک اِن آیات کے شروع میں " واؤ " آتا ہے، لیکن حضرت نافعؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرو کے نزدیک " واؤ " نہیں لگتا۔ بہرحال ہر صورت میں اس کے معنی یہ ہیں۔)

" اور جلدی کیجئے اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اُس جنت کی طرف جو وسعت میں آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے بنائی گئی ہے۔ "

یعنی اپنی پوری کوشش کیجئے ان کاموں میں جن پر ہمارا رب راضی ہوتا ہے، اور جن کے ذریعے ہماری مغفرت فرماتا ہے، جیسے کلمہ شہادت اخلاص، جہاد فی سبیل اللہ فرض عبادات کا ترتیب سے سرانجام دینا۔ جماعت میں پہلی صف باندھنا، گناہ اور کفر کے خلاف تلوار اٹھانا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ اور ہر دم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ اور اپنی موت کا ذکر کرتے رہنا اور ایسے ہی دوسرے کاموں کی بجاآوری۔ شیخ ابوالسعود فرماتے ہیں۔

یہی (عرضھا السمٰوت والارض)

امام زہری فرماتے ہیں۔

" بے شک اس کے عرض کا ذکر تو ہوا ہے، لیکن اس کے طول کو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور اگر کوئی کہے کہ جنت آسمان میں ہے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے، کہ اس عرض کی وسعت آسمان سے زیادہ ہے، تو جواب اِس سوال کا یہ ہے کہ جنت آسمانوں سے اُوپر اور عرش سے نیچے ہے، جیسے کہ رسولؐ پاک نے جنت الفردوس کی صفت میں بیان فرمایا :

" سقفھا عرش الرحمٰن " یعنی چھت اور اُوپری حصہ جنت الفردوس کا عرش پر اللہ تعالیٰ تشکیل فرماتا ہے) اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ :

" جنت زمین پر ہے یا آسمان میں ؟ "

اُنہوں نے فرمایا :

" یہ کیسی زمین اور آسمان ہوگا۔ جس میں جنت سمائی ہوگی "

پھر پوچھا گیا :

" تو کہاں ہے ؟ "

انہوں نے فرمایا :

" فوق السمٰوت السبع تحت العرش "

" ساتوں آسمانوں کے اوپر اور عرش کے نیچے۔"

اور بعض مبصرین کہتے ہیں :

" عرض سے مراد وسعت ہے، نہ کہ وہ عرض جو طول کے مقابل آتا ہے۔"

جیسے کہ عرب کہتے ہیں :

بلاد عریضۃ (بڑے شہر) دعوی عریضۃ (بڑا دعوی) اور

مجاہد ماکٹ لانچر استعمال کرنے کے لئے تیار ہیں

اسی طرح بہت سے دوسرے۔ مختصر یہ کہ مندرجہ ذیل آیات شریف کے پیش نظر جنت کی صرف وسعت اتنی ہے، کہ آسمانوں اور زمینوں کے برابر کیا جا سکے۔ اور ایک حدیث شریف ہے کہ :

" جنت میں ایک ادنیٰ جنتی کے لئے اس دنیا سے دس گنا دیا جائے گا۔ "

اور دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

" جنت میں ایک درخت ہے (شجر طوبیٰ) کہ اگر کوئی گھڑ سوار اس کے سائے تلے سو سال تک بھی سفر کرے۔ تو بھی اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔"

اور ایک تفسیر شریف میں بیان کیا گیا ہے، کہ :

" ایک اللہ سے ڈرنے والوں کو دو اتنے بڑے بڑے باغ دیئے جائیں گے۔ کہ جس کا طول و عرض اس قدر زیادہ ہوگا۔ کہ اگر اس کے سارے حصوں میں وہ گھومنا چاہیں۔ تو سو سال میں وہ اس میں گھوم پائیں گے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ :

" ہر ایک مومن کے لئے جنت میں موتیوں سے جڑا ہوا خیمہ ہوگا، جس کا عرض (اور ایک روایت میں) لمبائی ساٹھ میل تک ہوگی۔ اور اس خیمے کے ہر گوشے میں اسکی حوریں اس طرح رہیں گی کہ ایک دوسرے سے مل نہ پائیں گی۔ اور اور وہ مومن اس میں گھومے گا۔ اور ہر مومن کیلئے دو دو باغ ہوں گے۔ اور چاندی کے برتن ہوں گے۔ اور دو دو باغ اور ہوں گے اور اسی طرح سونے کے برتن بھی ہوں گے۔ اور ان کے اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے درمیان اور کوئی شے حائل نہیں ہوگی۔ سوائے صفت کی عظمت کے۔ اور اس جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔ "

اور ایک دوسری حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔

" جنتی اپنے آپ سے بلند درجے کے لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے۔ جیسے آسمان کے مشرق یا مغرب میں چمکتے ستارے نظر آتے ہیں۔ "

صحابہؓ نے عرض کیا۔ " یا رسول اللہ! یہ تو پیغمبروں کی جگہ ہوگی۔ سوائے پیغمبروں کے وہاں کون جا سکے گا۔" حضورؐ نے فرمایا :

" کیوں نہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی۔ جس کے قبضے میں میری جان ہے، وہ لوگ بھی ضرور وہاں جائیں گے۔ جو

ایمان لائے ہیں خدا پر اور جو ایمان لائے پیغمبروں پر
اور اُن کی باتوں پر۔"

بعض محدثین کرام فرماتے ہیں۔ کہ جنت میں طبقات ہیں۔ ہر مسلمان کیلئے اُس کے نیک اعمال کی زیادتی کے اندازے کے مطابق مثلاً سابقین اور مقربین کے لئے بلند درجات، درمیانے درجے کے مطیع اور فرمانبرداروں کے لئے درمیانہ درجات اور متفرق اعمال کے مرتکب مسلمانوں کے لئے نچلے درجات جنت میں ہوں گے۔

جس طرح کہ جنت کے لغوی معنیٰ "مخفی رکھنا" ہے۔ لیکن بہت سارے درختوں کے جھنڈ اور سایہ دار درختوں کے باغ کو بھی جنت کہتے ہیں۔ اس لئے جنت اِن آنکھوں سے نہیں دیکھی جاسکی۔

جیسے کہ آنحضرتؐ جنت کی صفات میں بیان فرماتے ہیں:

"قال اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین
مالاعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر
علی قلب بشر"

یعنی، "نہ دیکھی کسی آنکھ نے دنیا میں جنت کی ذات کو اور نہ سُنی دنیا میں اس کی صفات کسی کان نے، اور نہ اس دنیا میں پھرا کوئی خیال کسی دل میں۔"

اور احتمال اس کا یہ ہے کہ اس کے پہلے جملے کا مطلب "اچھی صورتیں" ہیں۔ دوسرے جملے سے مراد "اچھی آوازیں" ہیں اور تیسرے جملے میں خوش آئندہ خیالات اور فکریں ہیں۔

اور جنت کی فضیلت کے بارے میں ارشاد نبویؐ ہے،

"موضع سوط فی الجنۃ خیر من الدنیا
وما فیھا۔"

جنت میں ایک قینچی کی جگہ یا ہے، دنیا اور تمام دنیاوی اشیاء سے۔"

ایک حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاکؐ سے پوچھا۔ کہ یہ مخلوق کس سے پیدا کی گئی؟ آپؐ نے فرمایا۔ "پانی سے"

پھر ہم نے پوچھا، کہ جنت کی تعمیرات کس چیز سے بنی ہیں؟ فرمایا "ایک اینٹ سونے کی اور دوسری اینٹ چاندی کی۔ اور بیچ اینٹوں کے مصالحہ جو کہ بہت ساری تیز خوشبوئیں رکھنے والی مشک سے بنا ہے، اور اس کے چھوٹے چھوٹے پتھر سچے موتیوں اور یاقوتوں کے ہیں۔ اور اسکی مٹی زعفران کے پھولوں جیسی ہے جو کوئی بھی اس میں داخل ہوگا وہ نعمت میں ہوگا۔ اور کبھی محتاج نہ ہوگا۔ اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ کبھی نہ مرے گا۔ اور اِس کے کپڑے ہمیشہ پاک صاف اور نئے ہوں گے اور کبھی پرانے نہ ہوں گے۔ اور یہ ہمیشہ جوان رہیں گے اور کبھی بوڑھے نہ ہوں گے یعنی جنت میں ہر قسم کی راحت اور آرام کے سامان و اسباب تیار ہوں گے۔ اور کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ مثلاً مرض، غم، درد، موت اور دوسری حتیٰ کہ حدیث شریف ہے،

"نیند بھی نہیں آئے گی۔ کیونکہ یہ تو موت کی ہے" اور وہاں موت نہیں ہے۔ اور بڑی عزت کے ساتھ وہ اِس میں داخل ہوں گے، پہلے درجے میں داخل ہونے والے کے چہرے چودھویں کے چاند جیسے، دوسرے درجے میں داخل ہونے والوں کے چہرے بہت سارے چمکنے والے ستاروں کی مانند دمکیں گے۔ اور سب کے دل ایک جیسے ہوں گے۔ یعنی صاف اور پاک ہوں گے۔ ان کے درمیان اختلاف اور کینہ نہیں ہوگا۔ ہر ایک کو دو دو عورتیں بڑی بڑی آنکھیں رکھنے والی حوروں کی شکل میں ملیں گی۔ کہ بے پناہ حسن اور لطافت کے باعث ان کی ہڈیوں کا مغز تک دکھائی دے گا۔ یہ کبھی بیمار نہ ہوں گی، نہ ہی پیشاب اور پاخانہ کریں گی۔ نہ انہیں حیض اور نفاس ہوگا، نہ تھوک اور بلغم ہوگا۔ ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ عود کی لکڑی کا دھواں ہوگا اور ان کے منہ مشک کے ہوں گے۔ ہم عمر یعنی تیس سال، بتیس سال یا تینتیس سال کی ہوں گی۔ شکل سے اپنے باپ آدمؑ پر اور ان کے قد ساٹھ گز لمبے ہوں گے۔

بھائیو! حُور اس عورت کو کہتے ہیں کہ اُسکی آنکھوں کی سفیدی انتہائی سفید اور سیاہی انتہائی سیاہ ہو "عین" کے

معنی ہیں۔ بڑی آنکھوں والی۔ اور اِن حوروں نے ستر جنتی لباس پہلے ہوں گے۔ اپنے اپنے خاوند کے ساتھ بے حد محبت رکھیں گی۔ اور بدکاری کا کوئی خیال انہیں چھُو کر بھی نہیں گزرے گا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف میں فرماتا ہے۔

"قاصرات الطرف لم یطمثھن انس قبلھم ولاجان۔"

"جنت کی عورتیں آنکھیں نیچی رکھنے والی ہیں۔ اور اپنے خاوند کے علاوہ کسی دوسرے انسان کے سامنے آنکھ اُٹھانے والی نہیں ہیں۔ یعنی بے حد حیادار اور شکر گزار ہونگی۔"

ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں،

"ادنیٰ درجے کے جنتی کا وہ درجہ ہوگا۔ کہ اس کی خدمت کو اسی ہزار خدمت گار اور بہتر حوریں ہونگی۔ اور اس کیلئے ایک خیمہ لگا ہوگا جو کہ زمرد اور یاقوت اور سچے موتیوں سے جڑا ہوگا۔ اور اس خیمے کی لمبائی اور چوڑائی جابیا سے لے کر صنعا تک ہوگی۔ (جابیا شام میں ایک گاؤں کا نام ہے، اور صنعا یمن کے گاؤں کا۔)

اِسی طرح دوسری حدیث میں فرماتے ہیں۔

"ادنیٰ درجے کے جنتی سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمہاری جو خواہش ہے، وہ مانگو۔ تو وہ اپنی ساری مرادیں مانگے گا۔ پھر اُس سے رب العالمین فرمائیں گے۔ کہ کیا تم نے اپنی ساری مرادیں مانگ لیں۔ تو وہ کہے گا کہ وہاں کہ ہاں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کہ تم نے جو کچھ مانگا۔ وہ تو تمہارا ہوا۔ لیکن اُسی کی مقدار برابر میری طرف سے بھی لو۔ یعنی تم جو کچھ مانگتے ہو۔ وہ میں تمہیں دُگنا دوں گا۔"

جو مسلمان واقعی قیامت اور روزِ حساب سے ڈرتے ہیں۔ اور اللہ کے نیک اور فرمانبردار بندے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے دو جنتیں ہیں۔ ایک تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے بدلے میں اور دوسری نیک اعمال کے بدلے میں۔ اِن جنتوں میں میوہ دار درخت کثرت سے ہوں گے۔ اور ہر درخت میں انواع و اقسام

جوان سال مجاہد وائرلیس پر بات کر رہے ہیں

کے پھل ہوں گے۔ اور ان باغات میں دو چشمے جاری رہیں گے ایک کا نام تسنیم اور دوسرے کا سلسبیل ہوگا۔ اور اِن دو چشموں کی خاصیت یہ ہوگی۔ کہ جنت کے باسی جس جگہ جس مکان سے چاہیں ان سے پانی حاصل کر سکیں گے۔ ان باغات میں ہر درخت میں دو قسم کے پھل لگے ہونگے۔ ایک قسم یہ ہوگی کہ اس کے پھل دنیاوی قسم کے اور دوسرے پھل کی قسم دوسری طرح کی ہوگی۔ جنت کے بستر ریشم کے بنے ہوں گے۔ اور نور سے بھرے ہوں گے۔ اور پھل ہر وقت خود ہی گریں گے۔ اور جنتی کے منہ تک بھی خود بخود آئیں گے۔

تو یہ جنت اس قدر زیادہ صفات رکھتی ہے۔ اور یہ پرہیزگاروں اور متقی لوگوں کے لئے بنی ہے، متقی کسے کہتے

ہیں ؛ اور اس کے کیا معنی ہیں ؛ متقی کے معنی ہیں اپنے آپ کو بچانا۔ پرہیز کرنا ، اور مندرجہ بالا آیات میں اس کے دو معنی نکلتے ہیں۔

۱:۔ وہ متقی جو کہ شرک اور کفر سے اپنے آپ کو بچاتا ہو لیکن ایمان کی دوسری شرائط اور لوازمات سے بے خبر اور لاپرواہ ہو۔ تو اس کے لئے بھی جنت ہے ، لیکن سخت عذاب جہنم اور ذلت کے بعد۔

۲:۔ وہ متقی جو کہ کمالِ تقویٰ تک پہنچے ہوں۔ یعنی ایمان کے ساتھ ساتھ ممکن حد تک نیک اعمال کے لئے کوشش کرتا ہو۔ اور بداعمال سے بچتا ہو۔ تو ان کے لئے بغیر کسی عذاب کے جنت ہے۔

اسی لئے اگر کوئی قوی اور مضبوط ایمان کا مالک ہو، اور اُسے اللہ تعالیٰ کے کلام پاک پر اور رسول پاکؐ کے قول مبارک پر کامل یقین ہو، وہ ہمیشہ جنت کی بے مثال نعمتوں کے حصول کا مستحق ہوگا۔ اور کبھی اِس ادھوری اور کم قیمت دنیا کی تھکا دینے والی سرگرداں زندگی اور مال و متاع پر دل نہیں ہارے گا۔ اور نہ ہی کبھی غافل ہوگا۔ جیسے کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں :

" میں نے کبھی نہیں دیکھیں جنت جیسی خوب صورت نعمتیں۔ کہ خواہش کرے طالب اس کی۔ اور نہیں دیکھا دوزخ جیسا بدترین عذاب۔ کہ گریز کرے اُس سے ڈرنے والا۔ "

اِس کے برعکس آج کے زمانے کا مسلمان دنیا میں چند روپوں کی خاطر بے خوابی اور تکالیف سہتا ہے، لیکن صد افسوس کہ وہ آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کو بھولا ہوا ہے، ایسے بھٹکے ہوئے انسان کو چاہیئے۔ کہ اپنی حالتِ زار پر روئے۔ اور اللہ کی طرف رجوع کرے۔

(والسلام علی من اتبع الھدی)

نبی آخر زمان

سلام مشاھد

خداوند تعالےٰ نے تاریخ کے مختلف مراحل میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے حالات و واقعات کے مطابق اپنے پسندیدہ اور محترم افراد انبیاء کرام کی حیثیت سے اس دنیا میں بھیجے ہیں ان میں سے ہر ایک نبی نے اپنے معاشرے کے افراد میں خوشگوار تبدیلی لانے کی غرض سے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور ان کو توحید، بھائی چارہ، محبت و اخوت، عدل و مساوات اور اتحاد و یگانگت کا درس دیا ہے۔ یہ سب انبیاء کرام مخصوص حالات اور مخصوص قوموں کے لئے بھیجے گئے تھے اور ان کے رحلت ہونے کے بعد متعلقہ اقوام دوبارہ گمراہی اور ضلالت کی شکار ہو جائیں۔ ان حالات میں ایک ایسی ہستی کی ضرورت تھی جو سب زمانوں اور تمام مخلوقات پر اپنی رحمت کی چادر اوڑھ لی۔ ایسے شخصیت کی آمد کی پیشگوئی تمام بڑے بڑے انبیاء کرام پہلے ہی سے کر چکے تھے۔ چنانچہ تمام انسانیت اس نجات دہندہ کے لئے صدیوں سے چشم براہ تھی۔ چنانچہ یہی تاریخ ساز ہستی آفتاب نبوت کے خورشید درخشاں، پیغمبر آخر زمان سید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو دنیا کے ایک ایسے خطے میں آنکھیں کھولیں۔ جہاں باقی دنیا کی نسبت کچھ زیادہ ہی شدت سے کفر، شرک، بت پرستی، جہالت اور وحشت کی کالی گھٹائیں چھائی تھیں۔ اس معاشرے میں بچیوں کو

باعث ننگ و عار سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے معصوم بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ شراب نوشی، زنا کاری، قمار بازی اس معاشرے میں معمول کے کام سمجھے جاتے تھے۔ سارہ معاشرہ نفرتوں کا شکار تھا۔ رنگ و نسل اور انسانی تعصبات عام تھیں عقل و خرد جہالت کے بوجھ تلے سسک رہے تھے۔ کسی کی عزت محفوظ نہیں تھی، شرافت ایک طعنہ بن گیا تھا۔ اور معاشرے میں ایسے افراد کا جینا دوبھر ہوگیا تھا۔ دنیا کے کسی حصے میں بھی امن اور خوشحالی دور دور تک دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ الغرض انسان انسانیت کا دشمن بن چکا تھا۔

آخر کار خداوند تعالےٰ کو گمراہوں اور تاریکیوں کے بوجھ تلے سسکنے والی انسانیت کے حال زار پر رحم آیا اور

افغان مجاہدین اپنے دفاع وطن کو ذاتی فریضہ سمجھتے ہیں۔

اس رب عظیم نے انسانیت کی ڈھولتی ہوئی کشتی کو ساحل تک پہنچانے کے لئے رحمت اللعالمین، سید مرسلین، سرکار دوجہاں، آقائے نامدار، پیغمبر آخر زمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک و گمراہی کے اندھیاروں میں بھٹکنے والے انسانوں کو ایک خدا کی پرستش کرنے کی طرف بلایا اور اس دعوت کو قبول عام حاصل ہونے کی وجہ سے انسان نے پہلی مرتبہ اپنی عظمت اور ذمہ داری کا احساس ہوا اور روئے زمین پر انسانی زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا ہوگئی۔ جابر اور ظالم قوتوں کے طاقت کا طلسم ٹوٹ گیا لسانی، علاقائی اور نسلی تفاخرات اور تعصبات کا خاتمہ ہوگیا اور دنیا امن و سکون اور بھائی چارے کا گہوارہ بن گیا۔ ظلم، جبر اور بے انصافی کا خاتمہ ہوگیا اور ہر سو حق و صداقت کے شادیانے بجنے لگے۔ مشرکوں کے خود ساختہ خدا یعنی بت اوندھے منہ گر پڑے اور باطل قوتوں نے اپنی غیر انسانی سرگرمیوں پر پشیمانی کا اظہار کیا، لوگوں کے دلوں میں شرک اور بت پرستی کی بجائے توحید کا جذبہ پروان چڑھا اور ایک ایسا عالمگیر خوشحال معاشرہ وجود میں آگیا جس کی مثال اس سے پہلے تاریخ مہیا کرنے سے قاصر تھی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آفاقی اور مثالی معاشرہ پل بھر میں تیار نہیں کیا بلکہ اس کے لئے انہوں نے برسوں تک زبردست جدوجہد کی اور تحریک چلائی۔ اس راہ میں آپؐ پر اور آپ کے ساتھیوں پر کافروں نے ظلم کے جو پہاڑ توڑے ان کے بیان کرنے کو قلم کا یارا نہیں لیکن یہ عظیم پیغمبرؐ

اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوا اور کٹھن سے کٹھن حالات میں اپنا فریضہ انجام دیتا رہا۔ آخر کار وہ اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

نبی آخر زمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی اس جہان رنگ و بو میں انسانیت کی رہنمائی کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چالیس ہزار انبیاء کرام بھیجے گئے تھے۔ لیکن انسانیت کے فلاح و بہبود اور امن و آشتی کے لئے کارہائے نمایاں رحمت اللعالمینؐ نے انجام دیئے وہ کسی اور سے نہ ہو سکے۔ آپؐ نے دس سال کے قلیل عرصے میں دنیا میں ایک ایسے دین۔ ملت اور حکومت کی بنیادیں رکھیں جو انسانی تاریخ میں مشعل راہ ثابت ہوئی۔

حضرت محمدؐ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے نہ صرف اسلامی دنیا کے علماء کرام اور دانشوروں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ بلکہ غیر مسلم مفکرین اور دانشوروں نے بھی اس سلسلے میں قابل قدر کام کیا۔ یہاں ہم دو مسیحی مفکرین کی تحریریں اپنے قارئین کی نظر کرتے ہیں۔

مشہور مسیحی مفکر مسٹر سروجنی نائیڈو سید الانبیاءؐ کے لائے پیغام کے متعلق یوں رقمطراز ہے۔

" اسلام وہ واحد مذہب ہے جو ایک گرتے ہوئے معاشرے کو سہارا دے رہا ہے۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو ایک معاشرے میں ہر قسم کے تعصبات کو مٹا دیتا ہے اور لوگوں کے افکار و خیالات میں واضح تبدیلی لاتا ہے "

اسی طرح ایک مغربی مفکر سر ولیم مور میوا ناجدار نبوت کو یوں خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔

" انسانی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کا ایک بے مثل واقعہ ہے کہ عرب و عجم کے سید نے بیک وقت ایک مذہب، حکومت اور ریاست کی بنیاد رکھی۔ وہ نہ تو لکھنا پڑھنا جانتا تھا اور نہ ہی اس مقصد کے حصول کے لئے کسی عالم کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایک قادر الکلام مصنف اور بے مثل عالم تھے۔ میرا یہ یقین ہے کہ ایک دن ساری انسانیت سید الانبیاءؐ کے لائے ہوئے پیغام کی طرف رجوع کرے گی اور سب لوگ آپ کی نبوت کا اقرار کریں گے۔

یہ بچے بے سروسامانی اور مشکل حالات کے باوجود ہشاش بشاش اور چاک و چوبند نظر آتے ہیں۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

تبلیغ کے آداب و شرائط

محمد حسن توحیدی

(۸) سورۃ حٰمٓ سجدہ کی چار آیتیں ترتیب وار ذکر کی جاتی ہے اور چاروں کا آپس میں ربط بھی بیان کر دیا جائے گا اور یہ چاروں آیتیں ادب کے اجزاء ہیں۔

آیت نمبر I

(ومن احسن قولاً ممن دعا إلى الله وعمل صالحًا وقال انني من المسلمين) اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے۔ جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے اور خود بھی نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ آیت کا لب لباب اور حاصل، دعوت الی اللہ کی ترغیب ہے)

آیت نمبر ۲ (ولا تستوي الحسنة ولا السيئة ادفع بالتي هي احسن فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم) اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک کا اثر جدا ہے۔ آپ مع اتباع نیک برتاؤ سے بدی کو ٹال دیا کیجئے پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جائے گا۔ جیسا کوئی ولی دوست ہوتا ہے۔ اس آیت کے تین حصے ہیں اول حصہ (ولا تستوي الحسنة ولا السيئة) ہے یہ بطور تمہید ہے۔ دوسرا حصہ (ادفع بالتي هي احسن) ہے۔ یہ اصل مقصد اور ادب ہے۔ تیسرا حصہ (فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم) ہے یہ نتیجہ ہے جو ادب پر مرتب ہوگا۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے ان تینوں کا خلاصہ بیان فرمایا ہے (برابر نہیں نیکی برائی کے نہ برائی برابر نیکی کے کوئی سخت کلام کہے یا برا معاملہ کرے تو اس کے مقابل کر جو اس سے بہتر ہو۔ اس طرح کرنے سے دشمن دوست ہو جاتے ہیں، اگرچہ دل میں نہ ہوں۔

ابن عباس نے فرمایا ہے (التي هي احسن) الصبر عند الغضب والعفو عند الاساءة فاذا فعلوه عصمهم الله وخضع لهم عدوهم كانه ولي حميم بخاری جلد ۲ صـ ۷۱۲ کہ احسن (اچھے طریق) سے غصہ کے وقت صبر کرنا اور خطا کو معاف کرنا مراد ہے جب آدمی ایسا کرتے ہیں تو اللہ ان کو محفوظ رکھتا ہے اور ان کے دشمن نرم ہو جاتے ہیں جیسے وہ ولی دوست ہیں۔

آیت نمبر ۳:۔ (وما يلقاها الا الذين صبروا وما يلقاها إلا ذو حظ عظيم) یہ بات انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل مزاج ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں۔ یعنی حوصلہ کشادہ چاہئے۔ کہ بڑی بات سہار کر سامنے سے بھلی کہے۔ یہ اقبال مندوں کو ملتا ہے۔ اس آیت سے ادب پہ عمل کرنے کی ترغیب پیدا ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۴:۔ (واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه هو السميع العليم) اور اگر ایسے وقت میں آپ کو شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو فوراً اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے، بلاشبہ وہ خوب سننے والا ہے۔ خوب جاننے والا ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آوے تو یہ شیطان کا دخل

ہے۔ اور وسوسہ ہے۔ اس آیت میں شیطانی وسوسہ کا علاج بتلایا گیا ہے۔

۹۔ (اذھب إلی فرعون انه صفی فقولا له قولاً لیّنا لعله یتذکر او یخشی)

اللہ تعالےٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السّلام کو فرمایا کہ دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلا ہے پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (برعنبت) نصیحت قبول کرے یا (عذاب الٰہی سے ڈر جاوے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ وعظ و نصیحت و مناظرہ یا جدال وغیرہ میں نہایت ہی نرمی اور خیر خواہی سے باتیں کرے کہ سختی اور شدت کا طریقہ دوسرے کے دل میں نفرت اور عداوت کے جذبات اس کے قبول کی استعداد اس سے سلب کر لیتے اور سننے والے میں اپنی غلطی پر ضد اور ہٹ پیدا کر دیتے ہیں جس سے دعوت کا فائدہ اور نصیحت کا اثر باطل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں اپنے پیغمبروں کی اپنے مخالف سے مخالف دشمن سے بھی نرمی ہی سے باتیں کرنے کی تاکید کی ہے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو فرعون جیسے سرکش کے سامنے پیغام ربانی لے کر جانے کی ہدایت ہے تو ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ اس سے نرمی سے گفتگو کرنا شائد وہ نصیحت قبول کرے یا خدا سے ڈرے۔

دعوت و تبلیغ میں رفق و نرمی اور لطف و تحمل کی تعلیم کی اس سے بہتر مثال نہیں ہو سکتی، کہ نہ کوئی داعی اور واعظ پیغمبروں سے بہتر ہو سکتا ہے اور نہ فرعون سے بڑھ کر کوئی مجرم ہو سکتا ہے پھر ایسے مجرم کے سامنے اس لطف و نرمی سے وعظ و نصیحت کی تعلیم جب پیغمبروں کو ہوتی ہے تو عام داعیوں، مبلغوں اور واعظوں کو عام مخالفوں، مجرموں، اور سرکشوں کے ساتھ بدرجہا زیادہ رفق و ملاطفت سے اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے۔

(۱۰) (ما عرض عنهم و عظهم وقل لهم فی انفسهم قولاً بلیغاً) ۔ نساء ۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن منافقوں کے بارہ میں جو آپ کی نافرمانی کے مرتکب ہوتے تھے، یہ حکم ہوتا ہے تو ان سے درگذر کر اور ان کو نصیحت کر اور ان سے ایسی بات کہو جو ان کے دلوں میں اثر کرے، اس ادب کا حاصل ہے اعراض اور قول بلیغ،

اس آیت میں تین باتیں ہیں۔ اول یہ کہ دعوت و تبلیغ میں مخالف کی بدتہذیبی اور درشتی وغیرہ سے درگذر کرنا اور اس کو برداشت کرنا دوسرے یہ کہ ان کو نصیحت کرنا اور سمجھانا، تیسرے یہ کہ گفتگو کا وہ مؤثر طرز و انداز اختیار کرنا جو دل میں گھر کرے۔

(۱۱) (وان احد من المشرکین استجارك فاجره حتی یسمع کلام الله ثم ابلغه مامنه ذلك بانهم قوم

یہ بھی دشمن کا تسخیر شدہ اونٹ

لا یعلمون سورۃ توبہ) اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے، جب تک وہ سنے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو جہاں وہ نڈر ہو یہ اس واسطے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے، یہ آیت کفار کو اعلان جنگ دینے کے بعد ذکر کی گئی ہے اس میں امور قابل غور ہیں۔

(۱) اعلان جنگ کے بعد بھی کلام الٰہی (قرآن مجید) سننے کے لئے امن دینا۔

(۲) قرآن مجید سننے کے بعد اگر نہ مانے تو اس کو مجبور نہ کرنا

(۳) اس کو امن کی جگہ پہنچانے کا ذمہ لینا۔

(۴) اور اس کی وجہ جہالت اور نہ جاننا بتانا۔ ان امور پر غور کرنے کے بعد آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جہالت کو دور کرنے کے لئے کس قدر سعی و کوشش اور ملاطفت و نرمی کو عمل میں لایا گیا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مبلغ کو مخاطبین کی جہالت کو دور کرنے کے لئے انتہائی سعی و کوشش کرنی اور انتہائی ملاطفت و نرمی برتنی چاہیئے۔

۱۲۔ ایک مضمون کو بار بار ایک ہی پیرائے و عنوان سے بیان کرنا یا ایک ہی مضمون کے مختلف پیرایوں و عنوانوں میں بیان کے وقت خلط ملط کر دینا ان دونوں سے پرہیز لازم ہے، کیونکہ ان دونوں میں مندرجہ ذیل نقصانات ہیں۔

(۱) وضاحت مضمون کے لئے مخل (۲) سامعین کے لئے مخل یعنی سامعین کو ملال میں ڈالنے والے (۳) سامعین کے دلوں میں مبلغ کے حق میں حسن ظن کے لئے مقلل یعنی حسن ظن کو کم کرنے والے۔ اکثر مبلغین پر ان دونوں بیماریوں کی اصلاح ضروری و لازم ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ایک ایک مسئلہ اور ایک ایک مضمون کو بیسیوں پیرائیوں و عنوانوں میں بیان فرمایا ہے، اور یہ بات بھی قریب قریب قرآن مجید کا ایک معجزہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک ہی مضمون کو اتنے کثیر التعداد عنوانوں و پیرائیوں میں بیان کرنا طاقت بشری سے خارج ہے۔

لہٰذا مبلغ پر لازم ہے کہ قرآن مجید کے اس کمال و حسن کو بھی لوگوں کے سامنے واضح کرنے کے لئے ہر ایک مسئلہ کے تکرار میں ہر ایک عنوان کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے لوگوں کے دلوں میں بٹھائے اور قرآن مجید کے حسن و کمال کو نمایاں کر کے دکھائے۔

غرض ہر مسئلہ کا تکرار جس طرح کہ خود اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں علیحدہ علیحدہ عنوانوں میں بیان فرمایا ہے۔ مبلغ کو بھی اسی کا اتباع کرنا لازم ہے اور اس طریقہ کے اختیار کرنے میں مندرجہ ذیل فوائد ہیں (۱) اس تکرار کو سامعین تکرار ہی نہیں سمجھیں گے۔ (۲) اس مبلغ کی تقریر سننے سے سامعین کو ملال نہیں پیدا ہوگا بلکہ سننے کا شوق بڑھے گا۔ (۳) سامعین کے دلوں میں مبلغ کے بحال علمی کا حسن ظن دن بدن ترقی کرتا جائے گا جو سنگ بنیاد ہے تبلیغ میں کامیاب ہونے کا۔ (۴) مضمون میں الجھن نہ پیدا ہونے کی وجہ سے مضمون کی وضاحت درجہ کمال تک پہنچ جائے گی اور سامعین کے دلوں میں گھر کر جائے گی (۵) قرآن مجید کے کمال کا سکہ سامعین کے دلوں میں بیٹھ جائے گا۔ جو سب سے بڑا مقصد ہے تبلیغ سے (۶) لوگوں کے مذاق مختلف ہونے کی وجہ سے کسی کو کوئی پیرایہ پسند نہ آتا ہے اور اگر کسی کو کوئی۔ لہٰذا مختلف پیرائیوں میں بیان ہونے کی وجہ سے مختلف مذاق والے سب سمجھ جائیں گے۔ کسی کو کوئی پیرایہ پسند آجائے گا۔ اور کسی کو کوئی اور ایک ہی پیرایہ میں بیان کرنے سے صرف وہی لوگ سمجھیں گے جن کے مذاق کے موافق وہ پیرایہ ہوگا، دوسرے سب کے سب محروم رہیں گے۔

۱۳۔ ارشاد خداوندی ہے وذکر فان الذکریٰ تنفع المؤمنین کو ملحوظ رکھتے ہوئے جن لوگوں سے ماننے کی توقع و امید ہو تبلیغ میں ان کو مقدم رکھا جائے۔

(۱۴) ہر مبلغ کو تبلیغ کے لئے ایک مرکز مقرر کر لینا چاہیئے اور وہاں کے باشندگان کے حال کے موافق تبلیغ کرنا چاہیئے۔

مختلف اطراف میں تبلیغی دورے کرنا اگرچہ فائدہ سے خالی تو نہیں ہے لیکن اس سے قوم کی اصلاح باقاعدہ نہیں ہو سکتی، آپ خود ہی خیال فرما سکتے ہیں کہ جس قوم کو تمام سال میں زیادہ سے زیادہ تین چار مسئلے کان میں پڑیں اور ہر سال انہی تین چار مسئلوں کا تکرار ہوتا رہے تو اس قوم کی کیا اصلاح ہوگی۔

میرے خیال میں ناقص میں تبلیغ کے لئے سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ ایک مرکز میں مقیم ہو کر مبلغ درس قرآن شروع کر دے اول سے آخر تک تمام قرآن شریف سنانے اور قوم کی حالت کے موافق تقسیم اوقات کر دے اور ان کو جن جن اوقات میں فرصت ہو ان کے لئے اوقات مقرر کر دے۔ کم از کم تین چار جگہ روزانہ تبلیغ کرے اور فرمان خداوندی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ کو نائب رسول بن کر ادا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کلموا الناس علی قدر عقولھم کو مدنظر رکھتے ہوئے مبلغ کو سامعین کی عقل کے اندازے کے موافق تقریر کرنی

ہیئے۔ مغلن و مشکل الفاظ تقریر میں استعمال کرنے سے بچنا چاہیئے مخاطبین کے محاورات و عرفی الفاظ کو تقریر میں لانے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے اس لئے کہ مذکورہ بالا امور کی پابندی کرنے سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے (۱) مبلغ کی بات نہایت ہی اسانی کے ساتھ سامعین کو ذہن نشین ہوجائے گی۔ (۲) اور آئندہ کے لئے ان کے دلوں میں اس مبلغ کی تقریر سننے کی رغبت و شوق بڑھ جائے گا جو مبلغ کے کامیاب ہونے کا سنگ بنیاد ہے۔ (۳) مبلغ اپنے مقصد میں بھی کامیاب رہے گا اور ان امور کی خلاف ورزی میں مندرجہ ذیل نقصانات ہوں گے

(۱) مبلغ و سامعین دونوں کا وقت ضائع ہوگا (۲) مبلغ اپنے مقصد میں بھی ناکام رہے گا۔ آئندہ بھی اس کے ناکام رہنے کا ظن غالب پیدا ہوجائے گا۔ کیونکہ سامعین آئندہ اس کی تقریر سننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔

مبلغین زمانہ عموماً اس مرض میں مبتلا ہیں ہر مجلس میں ان کا طرز بیان ایک ہی ہوتا ہے جو الفاظ و محاورات انہوں نے رٹے ہوئے ہیں ہر مجلس میں انہیں کی رٹ لگائے جاتے ہیں کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ان کی بلا سے وہ برابر اپنی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ اس بیماری کے دور کرنے کی سعی و کوشش مبلغین پر لازم و ضروری ہے مبلغین کو یہ امر ملحوظ رکھنا بھی از حد ضروری ہے کہ شریعت میں بعض مسائل ایسے بھی ہیں جو ہر کس و ناکس کی سمجھ سے بالاتر ہیں صرف خواص ہی ان کو سمجھ سکتے ہیں۔

ایسے مسائل کو عام مجلسوں میں بیان کرنے سے پرہیز کرنا لازم ہے بلکہ ایسے مسائل صرف ایسے لوگوں کے سامنے ہی بیان کئے جائیں جو ان کو سمجھ جائیں، احادیث میں کثرت کے ساتھ اس کی مثالیں موجود ہیں مگر طوالت کے خوف سے ان کو ذکر نہیں کیا جاتا۔ صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول ذکر کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے مذکورہ بالا امر کی خلاف ورزی کا انتہائی نتیجہ بتلا دیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلہ کے متعلق ایک مستقل باب رکھا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔ باب من خص بالعلم قوماً دون قوم کراھیۃ لا یفھموا اور اس باب میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کا قول نقل کیا ہے۔ وہ یہ قول ہے، حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ و رسولہ کہ لوگوں کو وہ بات سناؤ جس کو وہ سمجھ لیں، کیا پسند کرتے ہو تم اللہ اور اس کے رسول کا جھٹلایا جانا۔ مثلاً مبلغ نے کسی مجلس میں کوئی مسئلہ بیان کرنے کے بعد یہ کہا کہ یہ حکم ہے اللہ اور اس کے رسول کا تو لوگوں نے نہ سمجھنے کی وجہ سے کہدیا کہ یہ تو سراسر جھوٹ ہے تو دوسرے لفظوں میں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ نے جھوٹ کہا ہے الصیاذ باللہ۔

عرض جس امر کا نتیجہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا ہو تو اس سے بچنا فرض ہے۔

یہ بھی دشمن کا ایک فوجی چھاؤنی ہے جس پر افغان حریت پندوں دستوں نے ایمان و عقیدے کے بل بوتے پر قبضہ کرلیا ہیں۔

روسیوں کی پریشانی

روکیانی

کابل کے کمیونسٹ حکومت کے بے اختیار حکمران اور اُن کے روسی آقا آج کل سخت پریشان ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے افغانستان میں کمیونزم اور الحاد کو مسلط رکھنے اور وہاں اسلامی نظام کے قیام کو روکنے کیلئے ایک ایک کرکے مکڑی کی طرح سازشوں کے جو جال بن رکھے تھے۔ ان سب کو افغان مجاہدین نے بے دریغ قربانیوں اور جذبہ جہاد سے ریزہ ریزہ کردیا اور آج وہ اقوام عالم کی برادری میں ذلیل اور رسوا کھڑے ہیں۔ افغان عوام کابل کے کٹھ پتلی کمیونسٹ حکمرانوں اور ان کے روسی آقاؤں کے طریقہ واردات اور مذموم منصوبوں سے بخوبی واقف ہیں۔ اُنہوں نے کئی مرتبہ بوئے جرگہ بلائے قومی مصالحت کے شوشے چھوڑے۔ مختلف ناموں سے اجتماعات منعقد کئے گئے۔ اس علاقے دنیا کے ملکوں کو دھوکہ دینے کیلئے اور اپنی حکومت کو نمائندہ کہلانے کی غرض سے نام نہاد انتخابات کرائے گئے، لیکن خداوند تعالےٰ کو یہ منظور نہیں تھا چنانچہ افغان مجاہدین کے ہاتھوں کابل کے کمیونسٹوں اور ان کے روسی ایجنٹوں کو اقوام عالم کی برادری میں اسی طرح ذلیل و رسوا کیا گیا کہ آج کسی کے ساتھ آنکھ ملانے کے قابل نہیں ہے۔ کابل سے آمدہ اطلاعات کے مطابق کٹھ پتلی نجیب اور اُسکی پارٹی نے قومی مصالحت کے نام سے قائم کردہ کمیٹی کو توڑ دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ ادارہ اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام رہا ہے۔

کابل شہر کے گرد و نواح میں مجاہدین کی کامیاب کاروائیاں گردیز اور خوست کا محاصرہ، پکتیا میں خیر کوٹ اور خرنی کی فتح، کندوز، امام صاحب دشت ارچی، تالقان، بغلان اور پنجشیر میں پے در پے کامیابیاں، قندہار میں وہاں کے مجاہدین کے قابل فخر کارنامے اور ماضی قریب میں سپین بولدک کی فتح، اور ملیشیا کا ہتھیار ڈالنا، پغمان میں مجاہدین کا دوبارہ داخلہ اور کٹھ پتلی حکومت کی فوجی چوکیوں کو تباہ کرنا، کنٹر میں ملحدین کی مسلسل ناکامیاں وہ واضح ثبوت ہیں، جو دشمن کی شکست اور ہماری فتح پر دلالت کرتی ہیں۔ ایک طرف کابل سے یہ خبریں موصول ہورہی ہیں کہ قابل میں مقیم اکثر و بیشتر لوگ کابل سے نکلنا چاہتے ہیں۔ لیکن خاد اور پولیس ان لوگوں کی کڑی نگرانی کررہی ہے۔ اور دوسری طرف کمیونسٹ پارٹی زبردست اندرونی خلفشار کی شکار ہے۔ اور یہ بات عوام ہے کہ نجیب استعفا دینے والا ہے اور اُس کی جگہ کسی اور کو لاکر بٹھانے کا پروگرام ہے لیکن ببانگ دہل اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے عوام کو دھوکہ دینے کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہوگی۔ اور اس طریقے سے ہمارے مجاہد عوام کے حوصلوں کو پست نہیں کیا جاسکتا

ہم کامیابی کے آخری مراحل سے گزر رہے ہیں۔ کابل حکومت کیلئے اس کے سوا کوئی دوسرا چارہ نہیں کہ اقتدار چھوڑ کر افغان عوام کیلئے آگے بڑھنے کا راستہ چھوڑ دیں۔ افغانستان میں حقیقی امن اُس وقت قائم ہوسکتا ہے۔ جب وہاں سے روسی فوجیں مکمل طور پر نکل جائیں، وہاں کٹھ پتلی حکومت کا خاتمہ ہو اور افغانستان میں افغان عوام کی خواہش کے مطابق ایک ملی اور اسلامی حکومت قائم ہو۔

ہم اقوام متحدہ کے ممبر ممالک سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے حالیہ اجلاس میں روسی آمریت پر افغانستان سے اپنی فوجوں کے نکالنے اور کابل کی کٹھ پتلی حکومت پر ہر قسم کے امداد بند کرنے کیلئے دباؤ ڈالیں۔ تاکہ اس جنگ میں مزید خونریزی بند ہوسکے اور وہاں مستقل اور پائیدار امن کیلئے ہموار ہوسکے۔

ہجرت کا درس

عبدالباری غیرت

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت نیکی اور بھلائی کا ایک وسیلہ تھا۔ ایسا وسیلہ جس نے پوری دُنیا کے نقشے کو ہی بدل ڈالا۔

آپؐ نے دنیا کو جہالت و شرک کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی سے منور کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ہم جتنا بھی اس مبارک ہجرت کے بارے میں بولتے رہیں۔ یا قلم کے ذریعے اس پر لکھتے رہیں۔ تب بھی زبان اور قلم اس عظیم ہجرت کے نتائج اور اثرات کو واضح کرنے سے عاجز رہیں گے۔ رسولِ خدا کے دوئم خلیفہ حضرت عمر بن الخطابؓ کا یہ فیصلہ بالکل برحق تھا کہ انہوں نے ہجرت کے سال سے مسلمانوں کے سن ابتدار کی۔ کیونکہ یہ سال اسلامی دعوت و تبلیغ میں انقلاب بپا کرنے میں ایک نقطہ ثابت ہوا۔ اس سال رسولؐ خدا کو اس عظیم کام کو سرانجام دینے کے لئے ایک پناہ مل گئی۔ کہ آپؐ دعوتِ حق کے اِس مشن کو جاری رکھیں اور دعوتِ حق کی اِس تحریک کو نہ صرف عرب جزائر میں بلکہ پوری دنیا میں پھیلائیں چونکہ یہ ہجرت اللہ تعالےٰ کے حکم سے تھی اس لئے اس ہجرت میں معجزوں اور اللہ کی جانب سے مدد اور حفاظت کے وسائل موجود تھے۔

تب رسولؐ خدا اور اس کے محبوب دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ لوگوں کے سامنے نکلے اور گذرے لیکن اُن کی آنکھوں پر پردے پڑ چکے تھے اور وہ آپؐ دونوں کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آپؐ دونوں جس طرف بھی جاتے۔ اللہ تعالےٰ کی تائید و رضا آپؐ کے ساتھ تھی۔

یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ آپؐ کے مُبارک غار (یعنی غارِ ثور) میں کبوتر آتا ہے اور غار کے دھانے پر انڈے دیتا ہے۔ مکڑی آتی ہے اور غار کے منہ کے گرد اپنا جالہ بنتی ہے۔ تاکہ یہ بات ثابت ہوجائے کہ اس غار میں آج تک کسی انسان کے قدم نہیں پڑے اور یوں اللہ تعالےٰ کی مرضی ومنشا کے مطابق آپؐ دونوں کفار کے چُنگل سے بچے رہیں اسی لئے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

"واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین" اور یہی وہ راز ہے جس کی بدولت مدینہ منوّرہ میں انصار اور مہاجرین کی آپس میں بھائیوں جیسی محبت نے اسلامی دعوت کو ثابت قدم رکھنے میں اہم رول ادا کیا۔ لوگوں میں قربانی اور جانثاری کا جذبہ بیدار ہوگیا اور وہ خدا کی محبت میں اور بھی زیادہ مست ہوگئے۔ مدینہ منورہ کے ذرے ذرے نے دیکھا کہ وہاں پر اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی گئی اور ایسی حکومت تشکیل دی گئی کہ پوری دنیا میں پہلی مرتبہ اللہ تعالےٰ کی شریعت کی رسی کو کچھ اس مضبوطی سے تھامے رکھا۔ آج بھی اسلامی معاشرے اور اسلامی حکومتیں اس پاک اور عظیم حکومت کے دستور کو اپنی نظریں رکھتی ہیں اور اسے اپنا طرزِ عمل بناتی ہیں۔

ہم نے اس میں کسی مبالغے سے کام نہیں لیا۔ کہ اسلامی دعوتِ حق کی جڑیں یثرب (مدینہ) میں بوئی گئیں کیونکہ اللہ کے رسول نے اس جگہ میں امن و امان کی فضا پیدا کردی۔ اور مہاجر جو کفار کے ہاتھوں سخت بے آرامی کی زندگی گذار رہے تھے اور اپنی زندگی سے تنگ آچکے تھے۔ اب آسودہ حال ہوگئے تھے۔ اسلامی حکومت کے قیام سے ہر طرف خیر، فلاح اور نیکی کی کرنیں بکھر گئیں تھیں۔ اسی ہجرت کی بدولت کامیابی اور جہت کی جانب راہیں کھلتی گئیں۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اپنے رسولؐ اور مومنوں سے۔ پس ہر شرک کی قوت پر غلبہ حاصل کیا گیا اور کفار کے سرکردہ افراد جنگِ بدر میں ختم ہوگئے۔ مکہ مکرّمہ فتح ہوگیا۔ اور لوگ گروہ در گروہ اللہ تعالیٰ کے اِس مبارک دین میں داخل ہوتے گئے۔ اور پھر دین اسلام جزیرۂ عرب میں آہستہ آہستہ پھیلتا گیا اور یوں شمال جنوب اور مغرب کے گوشے گوشے میں یہ تحریک پھیلتی گئی۔ ہجرت کے معجزوں میں ایک واقعہ یہ بھی تھا کہ رسولؐ خدا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک عورت کے پاس آئے تاکہ اس سے کچھ خوراک لے سکیں۔ لیکن عورت نے کہا کہ میں تو بہت غریب ہوں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آپؐ دونوں نے فرمایا کہ یہ گائے تو ہے اس عورت نے کہا کہ یہ تو سوکھ گئی ہے دودھ نہیں دیتی رسول پاکؐ نے فرمایا کہ تم اسے دودھ لو۔ جب اُسے دوہا گیا تو بڑی مقدار میں دودھ نکلا اور آخر دم تک وہ بہت زیادہ دودھ دیتی رہی، اس طرح مدینہ منورہ کی سرزمین اور بھی شاداب اور سرسبز ہوگئی اور اس میں برکتیں نازل ہونے لگیں اور لوگوں کی زندگی بھی اس کی برکت سے آسودہ اور خوشحال ہوگئیں۔

ہجرت کے واقعے کو جب ہم دہراتے ہیں تو اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب اور سنّتِ رسولؐ پر عمل کریں۔ اس پر بحث و مباحثہ کریں۔ کیونکہ انہی دنوں میں کامیابی و کامرانی کا راز پوشیدہ ہے اور ابتدا میں بھی مسلمانوں نے اسی توسط سے کامیابی حاصل کی تھی۔ ہم اس کی روشنی میں اپنے جہاد کو جاری رکھیں گے اور باطل قوت کو توڑ کر رکھیں گے۔ یہ دشمن افغانستان میں صرف افغانوں کا ہی دشمن نہیں بلکہ دنیا کے ہر حصّے کا دشمن ہے اور کاش کہ اسلامی دنیا بیدار اور متحد رہے۔

افغان کمانڈر اپنے توپ کا معائنہ کر رہے ہیں۔

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل
اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل!

عذابِ دانشِ حاضر سے باخبر ہوں میں
کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیلؑ!

فریب خوردۂ منزل ہے کارواں ورنہ
زیادہ راحتِ منزل سے ہے نشاطِ رحیل!

نظر نہیں تو مرے حلقۂ سخن میں نہ بیٹھ
کہ نکتہ ہائے خودی ہیں مثالِ تیغِ اصیل!

مجھے وہ درسِ فرنگ آج یاد آتے ہیں
کہاں حضور کی لذّت، کہاں حجابِ دلیل!

اندھیری شب ہے، جدا اپنے قافلے سے ہے تُو
ترے لیے ہے مرا شعلۂ نوا قندیل!

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؑ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ!

آخری صفحہ کی تصویر :- ملک کے شمالی علاقوں میں خالدبن ولید رجمنٹ کے مجاہدین نے پیٹرول اور گیس کے ذخیروں پہ قبضہ کیا ہے۔